ماہنامہ

جہانِ رضا

لاہور

جون۔جولائی 2019ء۔شوال المکرم/ذی قعدہ ۱۴۴۰ھ



بیاد

مجدد دین وملت امام اہلسنت الشاہ امام احمد رضا خان بریلوی قدس سرہٗ

★ اصحاب رسول ﷺ کے متعلق نیازی صاحب کا توہین آمیز اسلوب

★ کیا علمی انحطاط اپنی پستی کی کم ترین سطح پر پہنچ چکا ہے

★ فضائل حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہٗ

★ رزق حلال اور تطہیرِ باطن

★ محبت واحترام اہلِ بیتِ اطہار وصحابہؓ

★ آپ کے مسائل اور اُن کا حل

★ التحیات میں نمازی کی توجہِ خاص

★ زانی کی سزا

★ شب ہجرت کے دو جاں نثار

★ پردہ اور دیہاتی عورت

★ سوالات قبر سریانی زبان میں ہوں گے

★ دو کتابوں کی حقیقت

★ کیا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہٗ کی زوجہ میسون بنت بحدل کلبی نصرانی تھیں؟



اعلیٰ حضرت عظیم البرکت الشاہ امام احمد رضا خان قادری بریلوی قدس سرہٗ کے افکار کا حقیقی وتحقیقی ترجمان

ماہنامہ
جہانِ رضا
لاہور

شمارہ:۲۴۹۔جون/ جولائی ۲۰۱۹ء۔شوال المکرم/ ذی قعدہ ۱۴۴۰ھ۔جلد ۲۹

بیاد
مجدد دین وملت امام اہلسنت الشاہ امام احمد رضا خان بریلوی قدس سرہٗ

بانی مجلس رضا حکیم اہلسنّت حکیم محمد موسیٰ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ

بانی ماہنامہ پیرزادہ اقبال احمد فاروقی رحمۃ اللہ علیہ

ایڈیٹر
محمد منیر رضا قادری رضوی عفی عنہ



فہرست

خط وکتابت ترسیل زر اور ملنے کا پتا
مسلم کتابوی
داتا دربار مارکیٹ گنج بخش روڈ، لاہور
0321-4477511
042-37225605
Email:muslimkitabevi@gmail.com

زرِ تعاون
فی پرچہ -/30 روپے
سالانہ چندہ بذریعہ ڈاک -/500

دل کو اُن سے خدا جدا نہ کرے
بے کسی لوٹ لے خدا نہ کرے

اس میں روضہ کا سجدہ ہو کہ طواف
ہوش میں جو نہ ہو وہ کیا نہ کرے

یہ وہی ہیں کہ بخش دیتے ہیں
کون ان جرموں پر سزا نہ کرے

سب طبیبوں نے دے دیا ہے جواب
آہ عیسیٰ اگر دوا نہ کرے

دل کہاں لے چلا حرم سے مجھے
ارے تیرا برا خدا نہ کرے

عذر امید عفو گر نہ سنیں
روسیاہ اور کیا بہانہ کرے

دل میں روشن ہے شمعِ عشق حضور
کاش جوشِ ہوس ہوا نہ کرے

حشر میں ہم بھی سیر دیکھیں گے
منکرِ آج ان سے التجا نہ کرے

ضعف مانا مگر یہ ظالم دل
ان کے رستے میں تو تھکا نہ کرے

جب تری خو ہے سب کا جی رکھنا
وہی اچھا جو دل برا نہ کرے

دل سے اِک ذوقِ مے کا طالب ہوں
کون کہتا ہے اتقا نہ کرے

لے رضاؔ سب چلے مدینے کو
میں نہ جاؤں ارے خدا نہ کرے

اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق نیازی صاحب کا توہین آمیز اسلوب اور تہذیبوں کا تصادم

(تہذیبوں کے تصادم میں پی ٹی آئی مغربی استعمار کے شانہ بشانہ......نیازی کے حمایتیوں کا استشر اقی طرز استدلال)

مولانا ابوالہند عبیدالرحمٰن شاہجہاپوری

تہذیبی تصادم کا پس منظر و پیش منظر مغربی تہذیب سے اس دور میں ملت اسلامیہ کا تہذیبی تصادم بہت سے مبادیاتی وفکری عنوانات سے لبریز ہے مثلاً تصور کائنات، تصور علم، تصور انسان، تصور سماج، تصور ریاست وغیرہ وغیرہ۔ ان ہی مباحث میں الفاظ و اسالیب کا کلیدی عنوان سرفہرست شامل ہے۔ چنانچہ ہر خاص و عام مشاہدہ کررہا ہے کہ ربع صدی سے زائد عرصہ پر محیط الفاظ و اسالیب کے اسی تناظر میں تحریک توہین رسالت مغرب نے کس طرح عالمی سیاسی افق پر برپا کر رکھی ہے۔ پھر اس سے ایک قدم آگے بڑھ کر اسی تسلسل کو آگے بڑھاتے ہوئے ہمارے ہی اپنے مسلم معاشرہ میں ہمارے ہی درمیان سے بلوگرز کے فتنہ کو کھڑا کیا جاتا ہے اور اب معاملہ اس انتہاء کو پہنچ گیا ہے کہ ہمارے معاشروں میں عالمی استعمار کے ایسے کٹ پتلی حکمران متعارف کرائے جاتے ہیں جو گذشتہ حکمرانوں سے کہیں زیادہ لادین (لبرل) ثابت ہوئے ہیں، جو آئے دن تہذیب اسلامی کے نفوس قدسیہ پر تبرائی نشتر چلاتے ہیں، یہاں تک کہ اب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اصحاب رسول رضوان اللہ علیہم اجمعین تک ان کے الفاظ و اسالیب کی تنقید کا نشانہ قرار پائے ہیں! مغرب کا ہدف صرف یہ ہے کہ پوری تہذیب اسلامی فرق

مراتب کے جس اسٹرکچر پر کھڑی ہوئی ہے، اس کو موضوع بحث بنانے کے نتیجہ میں موضوع تشکیک بنا دیا جائے یہاں تک کہ یہ ایمانی مسئلہ کے بجائے مکالمہ باہمی کا عنوان قرار پائے یوں ''مرتبہ تقدیس'' میں ''راہ تنقید'' ہموار کر دی جائے، جس کے نتیجہ میں سماعتیں ومزاج اس انحراف کے عادی مجرم ہو جائیں اور یوں مغربی معاشرت کے مثل ہمارے معاشروں میں نظریہ آزادی اظہار، وصف ''عبدیت'' و ''غلامی'' کی قدر (Value) کو تبدیل کر دے!

چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ ایمانی حساسیت کے بجائے یہ سخن ہائے گفتنی کا موضوع قرار پایا اور اب مذہبی اقدار کے حامل گھرانوں میں دو سگے بھائی اس عنوان پر مکالمہ کرتے نظر آتے ہیں کہ نیازی صاحب نے غلط کہا یا نہیں، یا اسفا! عالمی تہذیبی تصادم کے پیش منظر میں عالمی استعمار کی یہ بڑی کامیابی ہے کہ اس نے اپنے ملکی حدود سے توہین رسالت کے اس محاذ و تحریک کو نکال کر، بلوگرز و لبرل حکمرانوں کی صورت میں اس تحریک کو ہمارے معاشروں اور گھروں تک پہنچا دیا ہے بلکہ ہماری تمام تر مزاحمت کے باوجود ہم پر مسلط (Impose) کر دیا ہے! سبقت لسانی کا شوشہ یہاں نیازی صاحب کے بعض اولیاء الطاغوت جنھیں تقدیس نیازی زیادہ عزیز ہے تقدیس اصحاب رسول سے، یہ تاویل فاسدہ پیش کرتے ہیں کہ یہ فقط سبقت لسانی ہے۔ سوال یہ ہے کہ سبقت لسانی کے بعد آپ اپنے قائد کو نادم و معذرت خواہ کیوں نہیں پاتے؟ دلیل گناہ اور دشنام طرازی کی وکالت کیوں پیش کی جاتی ہے؟ یہ سبقت لسانی ہمیشہ سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وصحابہ ہی کی بابت کیوں واقع ہوتی ہے؟ یہ سبقت لسانی جمائمہ خان اور فواد چوہدری کے بارے میں کیوں پیش نہیں آتی؟ جدید نفسیات کے ماہرین یہ بتاتے ہیں کہ سبقت لسانی یعنی slip of tongue گو اعضاء سے غیر شعوری طور پر

سرزد ہوتا ہے، تاہم سبقت لسانی میں ادا ہونے والے یہ نظریات شعور کے کسی نہ کسی گوشہ میں موجود ہوتے ہیں۔ جارج بش نے افغانستان پر حملہ کے وقت ''صلیبی جنگ'' (The Crusade War) کی اصطلاح استعمال کی تھی جس کو بعد میں سبقت لسانی سے تعبیر کر کے معذرت چاہی گئی، لیکن آج افغانستان تا عراق بش کے گوشہ شعور میں موجود یہ تصور ایک عملی حقیقت کے طور پر عیاں ہے۔ بہر کیف حقیقت حال یہی ہے کہ نیازی صاحب جب سے اقتدار میں آئے ہیں وہ ہر دوسرے دن سوء ادب و توہین نفوس قدسیہ کا ارتکاب کرتے ہیں بلکہ بلا مبالغہ یقین کے آخری درجہ میں اتر کر یہ کہا جا سکتا ہے کہ وہ اس باب میں پاکستان کے پہلے وزیر اعظم قرار پائے ہیں جنہوں نے سب سے زیادہ ہزیان بکی ہے! اس معلوم حقیقت کے بعد ان کی یہ مسلسل جسارتیں سبقت لسانی نہیں بلکہ ان کے ''عادی مجرم'' بن جانے کو آشکار کرتی ہیں! جی ہاں عادی مجرم، جس کی وکالت نہ تو کسی تاریخ کی کتاب کو ریفرنس بنا کر کی جا سکتی ہے اور نہ ہی سبقت لسانی کا بیانیہ یہاں کچھ کام آنے والا ہے!! نیازی صاحب کے محبین کو چاہیے کہ وہ نیازی صاحب کی اغلاط پر حاشیہ آرائی یا ان کی وکالت کرنے کے بجائے انھیں سمجھائیں تا کہ عادت جرم کے مزید شواہد مستقبل میں فراہم نہ ہوں! وہ شوق سے سیاست کریں لیکن اپنی اس لادین ولبرل سیاست کی اسلام کاری (Islamization) نہ کریں جس کے سبب وہ آئے دن اس شنیع جسارت کے مرتکب ہوتے ہیں! اب تو دروازے سے اپنے نام کی تختی اتار لفظ ننگے ہو گئے شہرت بھی گالی ہو گئی۔

تاریخی واقعات سے استدلالی نیازی صاحب کے لکھے زیادہ پڑھے کم قسم کے حمایتی بعض تاریخ کی کتب کا حوالہ دے رہے ہیں کہ فلاں کتاب میں بھی تو فلاں روایت اور فلاں الفاظ ہیں حالانکہ اصولی

زاویہ سے روایات بہت سے بہت خبر واحد ہیں جبکہ عدالت صحابہ متواتر ہے! دراصل ان منحرفین کا ہدف صرف نیازی کی وکالت کرنا ہی نہیں بلکہ اس ایمانی و تقدیسی مسئلہ کو علمی و تحقیقی بنا کر اس کو اختلافی و تعبیری قرار دینے کا قصد ہے۔ اس لئے ہمیں کسی برطانوی نیشنل بولی کتیہ نے نہیں کاٹا ہے کہ ہم ان کے استشراقی طرز سوالات میں پنہاں ان کا من پسند جواب انھیں عنایت کریں گے اور نہ ہی ہم اپنے ان بھولے ساتھیوں سے اتفاق کریں گے جو ان کے سوالات کے اپنے تئیں طویل علمی جوابات دینے بیٹھے ہیں۔ اس لئے ہم ان سے کہتے ہیں کہ مسئلہ تقدیس تحقیقی نہیں ایمانی ہے اور ہماری قادیانیوں کے خلاف فتح کا راز ہی یہ ہے کہ ہم نے اس ایمانی مسئلہ کو بطور ایمان برتا۔ واقعہ افک کے تناظر میں ہمیں معلوم ہے کہ جب ام المومنین امی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنھا کے خلاف افواہ پھیلائی گئی، تو اس واقعہ کے ضمن میں قرآن مجید میں یہ اصول بیان کیا گیا ہے کہ نفوس قدسیہ کی توہین پر مکالمہ و تحقیق نہیں بلکہ اسے سنتے ہی رد کیا جائے گا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

((لَّوْلَا إِذْ سَمِعْتُمُوهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بِأَنفُسِهِمْ خَيْرًا وَقَالُوا هَٰذَا إِفْكٌ مُّبِينٌ)) کیوں نہ ہوا جب تم نے اسے سُنا تھا کہ مسلمان مَردوں اور مسلمان عورتوں نے اپنوں پر نیک گمان کیا ہوتا اور کہتے یہ کھلا بہتان ہے۔

(سورۃ النور:12)

مقام صحابہ اور قرآن مجید فرقان حمید

صحابہ کرام جیسی نفوس قدسیہ، جن کی سیرت کو خدا تعالیٰ قرآن مجید میں بیان فرمائے، جن کو خدا تعالیٰ معیار ایمان قرار دے، جن کی اتباع کا حکم فرمائے، جن سے اپنی رضا کا اعلان کرے، ایسی نفوس قدسیہ کی بابت کوئی لبرل زدہ اپنے تئیں مفکر اس اکیسویں صدی میں بیٹھ کر کچہری لگائے، یہ کسی زندیق ہی کا ذوق

تجدد ہوسکتا ہے! خدا تعالیٰ کی بارگاہ میں صحابہ کرام کا کیا مقام ہے اور اسلوب قرآنی کیا ہے، ملاحظہ فرمائیں:

((لَّا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَوْ كَانُوا آبَاءَهُمْ أَوْ أَبْنَاءَهُمْ أَوْ إِخْوَانَهُمْ أَوْ عَشِيرَتَهُمْ ۚ أُولَٰئِكَ كَتَبَ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ وَأَيَّدَهُم بِرُوحٍ مِّنْهُ ۖ وَيُدْخِلُهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا ۚ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ ۚ أُولَٰئِكَ حِزْبُ اللَّهِ ۚ أَلَا إِنَّ حِزْبَ اللَّهِ هُمُ الْمُفْلِحُونَ))

تم نہ پاؤ گے ان لوگوں کو جو یقین رکھتے ہیں اللہ اور پچھلے دن پر کہ دوستی کریں ان سے جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول سے مخالفت کی اگرچہ وہ اُن کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا کنبے والے ہوں یہ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان نقش فرما دیا اور اپنی طرف کی روح سے اُن کی مدد کی اور انہیں باغوں میں لے جائے گا جن کے نیچے نہریں بہیں اُن میں ہمیشہ رہیں اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی یہ اللہ کی جماعت ہے سنتا ہے اللہ ہی کی جماعت کامیاب ہے۔(سورۃ المجادلۃ:22)

پھر قرآن مجید فرقان حمید میں جہاں سیرت صحابہ بیان ہوئی ہے وہیں ان لوگوں کے اعتقادی نفاق کفر کی بھی تصریح ہوئی ہے جو صحابہ سے اپنے سینوں میں کدورت رکھتے ہیں۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

((مُّحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ ۚ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ ۖ تَرَاهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِّنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا ۖ سِيمَاهُمْ فِي وُجُوهِهِم مِّنْ أَثَرِ السُّجُودِ ۚ ذَٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرَاةِ ۚ وَمَثَلُهُمْ فِي الْإِنجِيلِ كَزَرْعٍ أَخْرَجَ شَطْأَهُ فَآزَرَهُ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوَىٰ عَلَىٰ سُوقِهِ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ مِنْهُم مَّغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا))

محمد مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں اور جو ان کے صحابہ ہیں کافروں پر بڑے سخت اور آپس میں بڑے شیر وشکر ہیں، اے سننے والے! تو اُنہیں رکوع کرتے اور سجدہ کرتے ہوئے دیکھے گا وہ اللہ کا فضل اور اس کی خوشنودی چاہتے ہیں، سجدوں کے نتیجے میں ان کے عجز وانکسار کی نشانی ان کے چہروں میں جلوہ گر ہے، صحابہ کی یہ صفت تورات میں ہے اور انجیل میں ان کی صفت اس کھیتی کی طرح ہے جس نے اپنی کونپل نکالی پھر اسے مضبوط کیا پھر وہ موٹی ہوگئی، پھر وہ اس حال میں اپنے تنے پر سیدھی کھڑی ہوگئی کہ کاشتکاروں کو مسحور کر رہی تھی (انہیں قوت دی) تاکہ ان کی وجہ سے کافروں کے دل جلائے، وہ لوگ جو ان میں سے ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کیے اللہ نے ان سے بخشش اور عظیم ثواب کا وعدہ فرمایا۔

(سورۃ الفتح:29)

اس لئے صحابہ کرام کی مخالفت میں تاریخ کی کتب سے استشہاد یہ روافض، خوارج، نواصب اور ان سب سے بڑھ کر مستشرقین (Orientalists) کا منہج تحقیق ہے۔ سلمان رشدی جیسے ملعون عصر کو بھی یہی ادعا تھا کہ میں نے جو کچھ لکھا ہے تمہاری کتابوں سے لے کر لکھا ہے۔ اس لئے آئمہ محققین اہل سنت کے نزدیک نصوص شرعیہ کے مقابلہ میں تاریخ کی کوئی حیثیت نہیں! اہل حق یعنی اہل سنت کے یہاں صحابہ معیار دین، فہم دین، اتباع دین اور انتقال دین کا اصولی واساسی مقدمہ ہیں جن کو رد کرنا ابطال دین ہے اور جن پر تنقید کرنا استخفاف دین ہے! خلاصہ کلام پس نیازی صاحب کی یہ آئے دن جسارتیں اتفاق محض نہیں بلکہ تہذیب مغرب کے تہذیبی

ایجنڈے کی عملی تکمیل ہیں۔ مغرب کی توہین رسالت کی اس عالمگیر تحریک میں نیازی صاحب ان کے شانہ بشانہ کھڑے ہیں! جس کا مظہر اتم، حکومت میں آنے سے پہلے انٹرنیشنل مغربی میڈیا پر غازی اسلام غازی ممتاز قادری رحمہ اللہ تعالی کو ''قاتل'' قرار دے کر خود کو مغربی طاقتوں کا حلیف بار آور کرانا اور پھر اقتدار میں آنے کے بعد تہذیب مغرب کے اس ایجنڈے کو عملاً نافذ کرتے ہوئے ملعونہ عصر عاصیہ کو ''مظلوم'' قرار دے کر ملک سے فرار کرا دینا، یہ سب اسی عالمی ایجنڈے کا تسلسل ہے!!

پس نیازی صاحب کی توہین صحابہ کے اس رویہ سے اہل ایمان کے قلوب رنجیدہ ہیں۔ اس موقع پر عالمی استعمار کے اس طاغوت اور اس کے حمایتی ان اولیاء الطاغوت کو ہم وہی کہیں گے جس کا حکم ہمیں سرور کونین رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

لعنة الله على شَرِّكم...!!!((عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی الله عليه وآله وسلم : إِذَا رَأَيْتُمُ الَّذِيْنَ يَسُبُّوْنَ أَصْحَابِي، فَقُوْلُوْا : لَعْنَةُ اللّٰہِ عَلٰى شَرِّكُمْ.وفی رواية:فَالْعَنُوْهُمْ!))

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب تم ان لوگوں کو دیکھو جو میرے صحابہ کرام کو برا بھلا کہتے ہیں تو تم (جواباً) کہو: تم پر اللہ کی لعنت ہو تمہارے شر کی وجہ سے۔ ایک روایت میں ہے: انہیں لعنت کرو!

(جامع ترمذی، کتاب المناقب:3/690)

کون ہے تارکِ قانون رسول مختار؟
مصلحت وقت کی ہے کس کے عمل کا معیار؟
کس کی آنکھوں میں سمایا ہے شعارِ اغیار؟
ہوگئی کس کی نگہ طرزِ سلف سے بیزار؟

......☆......☆......☆......

کیا علمی انحطاط اپنی پستی کی کم ترین سطح پر پہنچ چکا ہے

مفتی علی اصغر عطاری

حضرت سیدنا امیر المومنین علی المرتضی کرم اللہ وجہہ الکریم اور سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ کے درمیان جو تنازعات ہوئے ان میں حضرت سیدنا علی المرتضی رضی اللہ تعالی عنہ حق پر تھے اور سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے خطائے اجتہادی ہوئی البتہ اجتہادی خطا کے باعث سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر گناہ نہیں ہوا۔ اہل سنت کا یہ عقیدہ صدیوں سے چلا آرہا ہے۔

بعض لوگ ایسی کتب سے استفادہ کرتے ہوئے جو اہل سنت نے نہیں لکھیں بہت کچھ مواد پر سہارا پکڑتے ہوئے حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو گناہ گار ثابت کرتے ہیں ان کی تفسیق کرتے ہیں اور معاذ اللہ کچھ لوگ اس سے بھی آگے بڑھ کر سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا نام آتے ہی بھڑک جاتے ہیں اور معاذ اللہ تبرا تک کرتے ہیں کچھ لوگوں نے تو یہاں تک بھرم مارا کہ سیدنا امیر معاویہ کی مدح اور توصیف تو چودہ سو سال میں کبھی نہیں ہوئی۔

باتیں بہت ساری ہیں لیکن فلاح و کامرانی علمائے اہل سنت سے جڑے رہنے میں ہے، جلسے کا اسٹیج، چیختی آوازیں اور دھاڑتے مقررین حق و باطل کے درمیان فیصلہ کرنے کی بنیاد نہیں ہوا کرتے۔

حق و باطل کا فیصلہ دلائل کرتے ہیں اور ہمارے اسلاف سے جو ہمیں دین کی تعلیمات ملیں وہ سب سے بڑھ کر ہماری رہبر

ورہنما ہیں۔

ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ ہر صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم جنتی ہے اللہ تعالی نے قرآن پاک میں ہر صحابی کے ساتھ بھلائی کا وعدہ فرمایا ہے۔

سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ہوں یا دیگر صحابہ ہمارا ان سے رشتہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت کی وجہ سے ہے بارگاہ رسالت کی صحبت کی وجہ سے ہے۔ آج کے دور میں ہم جو کچھ افراط وتفریط دیکھ رہے ہیں جو غلو اور جو تبرا بازی ہمیں نظر آرہی ہے یہ کوئی نئی بات نہیں۔

فتاوی رضویہ کی صرف جلد 14 اور 15 کا مطالعہ کرلیں آپ کو نظر آئے گا کہ دین کے نام لیوا سے کیا کیا فتنے امام اہل سنت رضی اللہ عنہ کے دور میں پائے جاتے تھے جب امام اہل سنت رضی اللہ عنہ سے ان کے بارے میں پوچھا جاتا تو آپ ان کا رد بلیغ فرماتے بہت سارے جاہل پیروں کا رد شرکیہ اشعار کہنے والوں کا رد غلط عقائد گھڑنے والوں کا رد غلط روش پر قائم رہنے والوں کا رد آپ فتاوی رضویہ کی صرف جلد 14 اور 15 میں تفصیل سے پائیں گے۔

اعلی حضرت اور رد بدعات کتاب تو کافی عرصہ سے ھند اور پاکستان سے شائع ہوتی رہی ہے کوئی محقق اگر اس نکتہ پر بھی کتاب لکھے تو احسان ہوگا کہ امام اہل سنت نے اہل سنت کے نام پر نظریاتی کمزوریوں کا کس کس طرح رد کیا تو بہت مفید اور بڑا علمی کام ہوگا۔ آج کے دور میں ایسا لگتا ہے کہ علمی انحطاط پستی کی کم ترین سطح کو پہنچا ہوا ہے۔

آج اپنے مدعا کو ثابت کرنے کا سب سے بڑا ذریعہ یہ بن چکا ہے کہ فریق مخالف کی طرف غلط نظریات منسوب کردو تا کہ اس کا رد کرنے کے لئے کچھ نہ کچھ کہنے لکھنے اور بولنے کو ہاتھ لگ جائے۔

ماضی میں اس کی بہت ساری مثالیں موجود ہیں صرف ایک مثال پر اکتفاء کرتا ہوں جنگ اخبار میں جمعہ کے دن عرصہ دراز

تک مذہبی سوالات کا جواب دینے والے شخص نے ایک کتاب میں لکھا کہ بریلویوں کا عقیدہ یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بشر نہیں ہیں اور پھر غلط عقیدے کو منسوب کر کے موصوف نے اپنے علم کے جوہر دیکھانا شروع کیے۔

اندازہ لگانا مشکل نہیں کہ پہلے سے ثابت شدہ عقیدہ کو ثابت کرنا کوئی مشکل کام نہیں ہوتا۔جھوٹ اتنی چالاکی سے بولا گیا کتاب پڑھنے والا عش عش کر اٹھے کہ مابدولت نے کیا دلائل رد میں لکھے ہیں لیکن حقیقت حال سے واقف شخص یہی کہے گا کہ اعلیٰ درجے کی مکاری سے کام لیا گیا ہے بریلویوں نے کبھی یہ نہیں کہا نہ کسی کتاب میں لکھا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بشر نہیں بلکہ ہمارا عقیدہ تو یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت کا انکار کفر ہے۔

اصل بحث تو یہ تھی کہ نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نور بھی ہیں چونکہ کتاب لکھنے والے کو ڈر تھا کہ سب سے پہلا حوالہ تو نشر الطیب سے ہی آجائے گا یا پھر میرے فالورز میں گرمی پیدا نہیں ہوگی اس بنا پر جھوٹا عقیدہ منسوب کر کے اپنے فالورز کو اکسایا گیا اس نظریاتی ظلم اور دہشت گردی کا اہل سنت خاص طور پر پچھلے سو سالوں سے شکار ہیں۔

سلطنت عثمانیہ ختم ہونے کے بعد بلکہ ختم کرنے کے لئے جو سامراجی تحریک انگریزوں کی سرپرستی میں چلائی گئی تھی اس کے بعد سے یہ ظلم وستم ہم برداشت کر رہے ہیں۔عرب دنیا میں بھی اور پاک وھند میں بھی۔

خلاصہ کلام یہ کہ مذہب اہل سنت کی طرف غلط نظریات منسوب کرنے کا سلسلہ مخالفین کی طرف سے تو عرصہ دراز سے بہت زور وشور سے جاری ہے اور جو چار ماہ کے لیے چلا جائے وہ واپس آکر نہ جانے کس کس جائز اور مقدس چیز کو شرک و بدعت کہہ رہا ہوتا ہے سب پر عیاں ہے۔

کتب ،مناظرے ،تقاریر میں اہل

سنت کی طرف غلط عقیدے کی نسبت کو لے کر کیا کچھ کیا جاتا رہا اس پر پورا پی ایچ ڈی کا مقالہ لکھا جا سکتا ہے۔

اللہ پاک رحمتیں نازل فرمائے علمائے اہل سنت اور مبلغین پر جو اپنی تقاریر، کتب اور انفرادی کوششوں سے عملی جہالت اور کمزوریوں کے ساتھ ساتھ نظریاتی محاذ پر شب و روز سرگرم عمل ہیں۔

اب آتے ہیں اصل موضوع کی طرف اس سلسلے میں 3 طرح کے ظلم سامنے آئے پہلا ظلم ایک بہتان اور جھوٹ یہ گھڑا گیا کہ جو سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور سیدنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی شان میں تبرا سے منع کرتا ہے ان کے اقدامات کو خطائے اجتہادی پر محمول کرتا ہے ان کے ایام میں ان کے لئے ایصال ثواب کا اہتمام کرتا ہے تو وہ دراصل حضرت سیدنا علی المرتضی کرم اللہ وجہہ الکریم سے بغض رکھتا ہے۔ یا ان ہستیوں کا مقابلہ اہل بیت سے کروانا چاہتا ہے۔اور اہل بیت کی تنقص کرنا چاہتا ہے۔معاذ اللہ ثم معاذ اللہ اتنا بڑا جھوٹ منبر و محراب پر بیٹھ کر گھڑتے ہوئے کچھ تو سوچ لیا ہوتا کہ اللہ اور اس کے رسول کی بارگاہ میں حاضر ہونا ہے اور اپنے اعمال پر جواب دینا ہے۔قیامت کے دن جواب دہی کا احساس ہی کر لیا ہوتا جوش خطابت میں جو بہتان آپ باندھ رہے ہیں قیامت کا دن تو دور کی بات دنیا میں کسی قاضی شرع کے سامنے پیش ہونے کا تصور ہی کر لیں کہ کیا آپ کو قاضی شرع کے سامنے یہ ثابت کرنا ممکن ہو پائے گا یا نہیں وہاں اگر آپ کو پیش ہونا پڑے تو دلیل و ثبوت نہ ہونے کے سبب شخص متعین کے خلاف مدعا ثابت نہ کرنے کے سبب کس قدر شرمندگی کا سامنا کرنا پڑے گا تو قیامت کے دن کس قدر دشواری کا سامنا ہوسکتا ہے۔ یہ احساس پیدا ہونا ضرور توبہ کی توفیق کے لئے بہت موثر ہوگا۔ دوسرا ظلم کچھ لوگوں کی طرف سے ایک نیا پیغام لوگوں کو دیا کہ جب سیدنا علی المرتضی

رضی اللہ عنہ موجود ہیں تو کسی اور کی تعریف کی کیا ضرورت ہے۔ یہ بہت ہی عجیب معاملہ ہے حدیث کی ہر کتاب فضائل صحابہ کے باب پر مبنی ہے جس میں خلفائے راشدین اہل بیت وامہات المومنین عشرہ مبشرہ مہاجر صحابہ بدری صحابہ انصاری صحابہ سے متعلق فضائل موجود ہیں کیا کل آپ۔۔۔۔ یوم صدیق اکبر رضی اللہ عنہ یوم عمر فاروق رضی اللہ عنہ یوم سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے تو منع کرنا شروع نہیں کر دیں گے

حق یہ ہے کہ ہر اہل فضل کے فضل کا اعتراف کیا جائے گا۔ ہر اہل مدح کی مدح کی جائے گی۔ اور صحابیت وہ فضل اور وہ عظمت ہے کہ بڑے سے بڑا غوث وقطب اس کی سرحدوں تک نہیں پہنچ سکتا۔

اگر صرف یہی سوچ لیا جائے کہ اصل رشتہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے ہے ان کی صحبت پانے والا ان کی بارگاہ سے دولت ایمان پانے والا ہر صحابی قابل مدح ہے قابل توصیف ہے۔ تو معاملہ بہت آسان ہو جاتا ہے۔

ہاں حفظ مراتب سے کوئی انکار نہیں حفظ مراتب کا خیال رکھتے ہوئے ہر ایک کی مدح اور فضلیت بیان کی جائے گی۔ ہمارے لئے امام اہل سنت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن کی تعلیمات موجود ہیں ان کو معیار بنا لیا جائے تو سب اختلافات وغلط فہمیاں دور ہو سکتی ہیں۔

تیسرا ظلم زیر بحث موضوع پر تیسری غلطی یہ سامنے آئی کہ اہل سنت کے عقیدہ ہی کو غلط بیان کر دیا گیا اصل عقیدہ یہ تھا کہ مشاجرات صحابہ کے معاملات میں سکوت کیا جائے گا اور سیدنا امیر المومنین علی المرتضی حق پر ہیں اور باقی خطائے اجتھادی پر یہ نظریہ رکھتے ہوئے معاملات کو کریدا نہیں جائے گا۔

لیکن کتب سے دوری سبب بنی یا کوئی اور وجہ کہ یہ بیان کیا گیا کہ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی شان بیان کرنے سے سکوت کیا

جائے گا۔ یہ عقیدہ تو اہل سنت میں سے کسی نے بیان نہ کیا اللہ پاک مفتی حسان صاحب کے زور قلم میں مزید اضافہ فرمائے جنہوں نے اس مسئلہ پر سب سے پہلے قلم اٹھایا پھر جواب آیا تو جواب الجواب بھی اتنا عمدہ لکھا کہ لوگوں کو اندازہ ہو گیا کہ کوئی عام آدمی نہیں بلکہ فن حدیث کے ایک ماہر نے جواب لکھا ہے وہ ہیں بھی بلا شبہ ماہر۔ سالہا سال سے بخاری شریف کی تدریس پھر فن حدیث پر مختلف کتب کی تصنیف پھر خاص احادیث مبارکہ کی اسناد پر تحقیق ان کے مشاغل علمی میں سرفہرست ہیں۔

زیر بحث مسئلہ کو لے پیشوائی کا ایک نیا پیمانہ ایجاد ہوا ہے پہلے یہ واضح کرتا چلوں کہ اگر چہ ہم ایک بے عمل سید کو بھی قابل تعظیم سمجھتے ہیں ان کے پاوں کا دھون بھی ہمارے لئے مقدس ہے۔

لیکن ہر سید پیشوا نہیں ہوسکتا۔ آنکھ بند کر کے اس کی تقلید یا پیروی نہیں کی جا سکتی اگر علم کے تقاضوں کو پورا کرتا ہے اور عالم برحق ہے تو بے شک پیشوا ہے۔

کوئی بھی گدی ہو ان کی آل و اولاد اگر خلاف شرع کام کا حکم دے گی تو اس کی پیروی نہیں کی جائے گی سیادت علم سے آتی ہے اگر علمی میدان نہ چھوڑا ہوتا تو ہمارے مزارات آج علم کا گہوارا ہوتے۔ وہاں خرافات نہ ہو رہے ہوتے بلکہ بغداد معلیٰ کے مدرسہ نظامیہ کی طرح ہر مزار شریف علمی ادارے کا مرکز ہوتا۔

لیکن اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ کچھ جگہیں ایسی بھی ہیں جہاں خرافات ہیں جہاں گدی نشین بیعت کرنے تک کے اہل نہیں۔ جہاں گدی نشین بجائے رشد و ہدایت کے بد عملی اور گمراہی کی دعوت دیتے نظر آتے ہیں اگر چہ سب جگہیں ایسی نہیں سب گدی نشین صاحبان ایسے نہیں لیکن بہت

ساری جگہوں پر کمزوریاں موجود ہیں ایسی ہی جگہوں کے بارے میں ڈاکٹر اقبال نے کہا تھا۔

میراث میں آئی ہے انھیں مسند ارشاد
زاغوں کے تصرف میں عقابوں کے نشیمن!

ظلم کا معاملہ یہ ہے کہ اب معیار یہ بنایا جارہا ہے کہ گدی نشین اہل ہے یا غیر اہل اس کا علم وعمل درست ہے یا نہیں ہر صورت میں اسے پیشوا اور مرشد برحق قرار دینا ہے۔

الیکشن میں جس طرح حمایت میں بیان دلوا کر لوگوں کی توجہ واپنائیت حاصل کی جاتی ہے۔ اب خالص علمی مسائل میں دلائل کے بجائے حمایتی بیانات پر اکتفاء ایک نئی روش ہے۔ پستی بڑھ رہی ہے سنیت پر حملے اور قبضے ہورہے ہیں۔

کافی عرصے سے صوفی ازم کے نام پر لبرل ازم کی تحریک کو تو دیکھ ہی رہے تھے جہاں عورتوں کے ناچ ہی صوفی ازم قرار دیئے جاتے ہیں لیکن اب تو معاملہ نظریاتی سطح پر مزید گھمبیر ہوتا نظر آرہا ہے۔

ایک نئی طرز کی مخلوط صوفی کانفرنس اور متعدد گدیوں کے نام پر مشتمل ایک کلپ دیکھنے کو ملا لیکن اسی مجلس میں ان گدی نشینوں کے درمیان یہ تقریر بھی موجود تھی کہ فتح مکہ معاذ اللہ سب سے بڑی ناکامی تھی مقرر کا نشانہ وہدف حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ تھے۔

بہت ہی عجیب صورت حال ہے۔ تاریخ کی نئی تشریح حقائق کو نہیں جھٹلا سکتی۔

پیشوائی کا جو معیار مقرر ہے وہ معیار قائم رکھنا بے حد ضروری ہے اور جید علماء کے مقابلے میں اور عظیم فقہاء کے مقابلے میں علم نہ رکھنے والے گدی نشینوں کو لے کر آنا علمی انحطاط کی نشانی ہے۔ کیا ہونا چاہیے؟

1۔ ہمیں اپنے دشمن کو پہچاننا چاہیے وہ اہل سنت کے درمیان انتشار عداوت اور دشمنیاں

پیدا کرنا چاہتا ہے نہ جانے کون کون سی قوتیں ہوں گی جو سواد اعظم اہل سنت کے درپے ہوں گی۔

2۔ پوری دنیا میں اب مذاہب سے بیزاری پیدا کرنے کی مہم زوروں پر ہے ہمارے منبر و محراب سے مسلسل اختلافی باتیں لوگوں کو سننے کو ملتی رہیں تو لوگوں کی رشد و ہدایت کیسے ہوگی آپس کے اختلافی معاملات اور علم وفن کی باریکیوں کو ٹیبل ٹاک کے ذریعے حل کیا جائے علمی نشستوں کا انعقاد کیا جائے جہاں علماء ایسے معاملات پر سنجیدگی سے گفتگو کریں۔

3۔ کسی دوسرے کی طرف خاص کر شخص متعین کی طرف کوئی بھی بات منسوب کرنے سے پہلے تمام تر علمی و دینی تقاضے پورے کرنا ضروری ہیں۔

4۔ مشائخ کرام اگر علمی اداروں کے قیام میں اضافے کی مہم چلائیں اپنی زیر نگرانی ایسے ادارے چلائیں جہاں دین کی بنیادی تعلیم اور اعلیٰ تعلیم کا بھی انتظام ہو اور صنعت و حرفت کی تعلیم کا بھی اہتمام ہو تاکہ ایسے دیندار کثرت سے سامنے آئیں جو صنعت و حرفت میں اور پروفیشل لائف میں بھی عمدہ ہوں اور بہتر زریعہ روزگار اپنا سکیں اور دین کی بنیادی تعلیم سے آراستہ ہوں اور اگر اعلی تعلیم سے بھی آراستہ ہوں تو مزید سونے پہ سہاگہ ہوگا۔

5۔ اعلی حضرت امام اہل سنت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن نے ایک دس نکاتی منصوبہ اہل سنت کی ترقی کے لئے بیان کیا ہے کاش ہر بڑی گدی اور ہر بڑے عالم کی سرپرستی میں اس سے متعلق کام مسلسل ہوتا رہے تو مثبت سرگرمیاں ہماری نظریاتی ،عملی دفاعی ہر محاذ کو مضبوط بنائے گی۔

پنج تن پاک کی نسبت سے یہ پانچ مثبت مشورے عرض کیے ہیں۔

......☆......☆......☆......

فضائل حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ

احادیث مبارکہ کی اور ملت اسلامیہ کے جلیل القدر آئمہ بزرگان دین علیہم الرحمہ کے اقوال روشنی میں

محمد منہمر رضا قادری

احادیث کی روشنی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ! معاویہ (رضی اللہ عنہ) کو ہدایت دینے والا اور ہدایت یافتہ بنا دیجئے اور اس کے ذریعہ سے لوگوں کو ہدایت دیجیے۔ (جامع ترمذی جلد 2 ص 247)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ! معاویہ (رضی اللہ عنہ) کو حساب کتاب سکھا اور اس کو عذاب جہنم سے بچا۔ (کنز العمال)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: معاویہ (رضی اللہ عنہ) میرا رازداں ہے، جو اس سے محبت کرے گا وہ نجات پائے گا، جو بغض رکھے گا وہ ہلاک ہوگا۔

(تطہیر الجنان ص 19 بحوالہ محب طبری)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ قیامت کے دن معاویہ (رضی اللہ عنہ) کو اٹھائیں گے، تو ان پر نور ایمان کے چادر ہوگی۔ (تاریخ الاسلام حافظ ذہبیؒ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میری امت میں معاویہ (رضی اللہ عنہ) سب سے زیادہ بردبار ہیں حضرت سیدنا امیر معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی نظر میں سیدنا عمر فاروق بن الخطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب امت میں تفرقہ اور فتنہ برپا ہو، تو تم لوگ معاویہ رضی اللہ عنہ کی اتباع کرنا اور ان کے پاس شام چلے جانا۔

(تطہیر الجنان ص 37)

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اے لوگو! تم معاویہ رضی اللہ عنہ کی گورنری اور امارت کو ناپسند مت کرو، کیونکہ اگر تم نے انہیں (معاویہ رضی اللہ عنہ) گم کر

دیا تو دیکھو گے کہ سر اپنے شانوں سے اس طرح کٹ کٹ کر گریں گے، جس طرح ہنظل کا پھل اپنے درخت سے ٹوٹ کر گرتا ہے۔(البدایہ والنہایہ حافظ ابن کثیر ص130)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر کسی کو سردار نہیں پایا۔حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے معاویہ رضی اللہ عنہ سے بہتر حکومت کے لئے موزوں کسی کو نہیں پایا۔

(تاریخ طبری ص215)

حضرت عمیر بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اے لوگو معاویہ رضی اللہ عنہ کا ذکر بھلائی کے ساتھ کرو، رسول اللہ ﷺ نے ان کو ہادی اور مہدی کے لقب سے نوازا۔

(ترمذی باب فضائل معاویہ رضی اللہ عنہ)

حضرت سیدنا امیر معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ آئمہ کرام کی نظر میں امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ جنگ میں ابتداء نہیں کی۔(المنتقی ص251)

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جو شخص صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کو بھی خواہ وہ ابوبکر رضی اللہ عنہ، عمر رضی اللہ عنہ، عثمان رضی اللہ عنہ، یا معاویہ رضی اللہ عنہ، اور عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ، انہیں برا کہے، تو اگر یہ کہے کہ وہ گمراہی پر یا کفر پر تھے، وا سے قتل کیا جائے گا اور اگر اس کے علاوہ عام گالیوں میں سے کوئی گالی دے تو اسے سخت سزا دی جائے گی۔(شفاء قاضی عیاض)

امام میمونی رحمۃ اللہ علیہ کہتے کہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ وہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی برائی کرتے ہیں، ہم اللہ سے عافیت کے طلب گار ہیں اور پھر مجھ سے فرمایا کہ جب تم دیکھو کہ کوئی شخص صحابہ رضی اللہ عنہم کا ذکر برائی کے ساتھ کر رہا ہے، تو اس کے اسلام کو مشکوک سمجھو۔ابراہیم بن سیرہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے

ہیں: میں نے حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کو کبھی نہیں دیکھا کہ کسی کو خود مارا ہو، مگر ایک شخص جس نے سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر سب وشتم کی، اس کو انہوں نے خود کوڑے لگائے۔

(رواہ الائی زکریا بن تیمیہ فی الصارم المول)

امام ربیع بن نافع رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان پردہ ہیں، جو یہ پردہ چاک کرے گا، وہ تمام صحابہ رضی اللہ عنہ پر لعن طعن کی جرات کر سکے گا۔ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں تم لوگ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے کردار واعمال کو دیکھتے تو بے ساختہ کہہ دیتے یہی مہدی ہیں۔

(حاشیہ العواصم ص205)

حضرت سیدنا امیر معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ اکابر علمائے امت و اولیائے امت کی نظر میں: پیران پیر سیّدنا غوث الاعظم شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے راستے میں بیٹھا رہوں (کہ سامنے ان کی سواری آجائے) اور ان کے گھوڑے کے پیر کی دھول اڑ کر مجھ پر پڑ جائے، تو میں سمجھوں گا کہ یہی میری نجات کا وسیلہ ہے۔

(خلاصہ غنیۃ الطالبین ج1 ص171)

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی اور برادر نسبتی ہیں، کاتب رسول اور وحی الٰہی کے امین ہیں، جو انہیں برا کہے اس پر خدا، رسول اور فرشتوں کی لعنت۔ (الشفاء ص95)

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: تم لوگ معاویہ رضی اللہ عنہ کی بدگمانی سے بچو کہ وہ ایک جلیل القدر صحابی رضی اللہ عنہ ہیں او زمرہ صحابیت میں بڑی فضلیت والے ہیں۔ خبردار !!! ان کی بدگمانی میں پڑ کر گناہ کے مرتکب نہ ہونا۔

(ازالۃ الخلفاء ج1 ص113)

☆......☆......☆......☆......☆

انسانی معاشرے کا rehabilitation سینٹر کہاں ہے؟

محمد اسمٰعیل بدایونی

میں بس اسٹاپ پر بیٹھا اس ہیرونچی کو گذشتہ کئی دنوں سے دیکھ رہا تھا۔ میں اس کے اچھے خاندانی پس منظر سے بخوابی واقف تھا پھر معلوم نہیں یہ نوجوان کیسے بری صحبتوں کا شکار ہوکر اپنی ہی زندگی کا دشمن بن گیا۔ گھر والوں نے نکال باہر کیا۔کہیں سے کچھ چرا کر لاتا،کبھی بھیک مانگتا،کبھی کچھ جرم کرتا اور کبھی کچھ۔ نشے کا جرم ہے ہی کچھ ایسا بھیانک کہ یہ جرم پر جرم کراتا چلا جاتا ہے۔ منشیات مافیا کئی مقاصد حاصل کرتی ہے کہیں تو وہ اس گھناؤنے کام سے سرمایہ جمع کرتی ہے تو کہیں وہ وطن عزیز کے با صلاحیت نوجوانوں کومکمل ناکارہ بنادیتی ہے۔اس مافیا کے لگائے ہوئے زخموں سے خون رستا رہتا ہے۔لوگ اپنے پیاروں کو دیکھ کر روتے اور تڑپتے رہتے ہیں۔آج بھی نشہ نہ ملنے کے سبب اس کی حالت بہت بری تھی۔ کہیں سے اس کا ایک ہیرؤنچی ساتھی آیا اسے نشہ دیا اور اس کی کچھ طبیعت بہتر ہوئی۔ انہی دنوں چند نو جوانوں نے مخیر حضرات کے تعاون سے ایسے ہی لوگوں کے لیے ایک rehabilitation سینٹر بنایا جہاں ان کو نشے کی لت سے نجات دلائی جائے۔آپ ایسے نوجوانوں کو یقیناً خراج تحسین پیش کیے بغیر نہیں رہ سکیں گے۔ یقیناً یہ تحسین کے لائق بھی ہیں۔اب ذرا اپنے معاشرے پر ایک طائرانہ نگاہ ڈالیے۔آپ اس وقت سیکولرازم،لبرل ازم اور لادینیت کے ایسے

مہلک نشہ آور فتنے میں مبتلا ہیں کہ اس نے آپ کو۔ آپ کے بچوں کو۔ آپ کے خاندان اور آپ کے معاشرے کو اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے۔ ابلیسی آزادی کے مہلک نشے نے ہمیں تنہا کر دیا ہے ہم اپنے غم سوشل میڈیا پر ہلکا کرتے ہیں۔ یہ نشہ ہے۔ اولاد چاہتی ہے اس کے والدین اس کے پاس کچھ دیر بیٹھیں باتیں کریں مگر والدین سرمایہ جمع کرنے میں دن رات ایک کیے ہوئے ہیں۔ یہ نشہ ہے۔ ماں باپ تنہائی میں سلگ رہے ہیں وہ اولاد سے باتیں کرنا چاہتے ہیں مگر اولاد کے پاس وقت نہیں ہے۔ یہ نشہ ہے۔ میاں بیوی کمانے کی دھن میں مگن دولت کو سب سے بڑی خوشی قرار دے رہے ہیں۔ یہ نشہ ہے۔ دولت خوشی کا معیار بن چکی ہے۔ یہ نشہ ہے۔ اس نشے نے ہمیں معاشرتی طور اس ہیروئنچی سے زیادہ بد تر بنا دیا ہے۔ نشہ زندگی کو تباہ کرتا ہے۔

سیکولرازم اور لبرل ازم کا نشہ آخرت کو برباد کر دیتا ہے۔ لادینیت کی منشیات مافیا بھی کئی مقاصد حاصل کرتی جس کا مرکزی مقصد اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دوری ہوتا ہے۔ سرمایہ جمع کرنے کے نشے میں مدہوش پڑوسیوں کو پڑوسی کا خیال نہیں ہے۔ استاد کو شاگرد کا پاس نہیں ہے۔ ڈاکٹر کو مریض کا خیال نہیں ہے۔ تاجر کو منافع خوری کی ہوس نے بے حال کیا ہوا ہے۔ انسانی معاشرے کی یہ منشیات مافیا اسے سرمایہ کاری کے فریب میں یونہی مدہوش رکھنا چاہتی ہے۔ اس کی اس راہ میں کوئی رکاوٹ بنے تو یہ اس رکاوٹ کو ہٹانے کی تگ و دو کرتی ہے۔ انسانی معاشرے کی منشیات مافیا (جدیدیت، سیکولرز اور لبرلز) اسے rehabilitation سینٹر نہیں جانے دینا چاہتی۔ کیا آپ انسانی معاشرے کے rehabilitation کو بحال کرنا چاہتے ہیں؟ آپ سوال کریں گے۔

انسانی معاشرے کا rehabilitation سینٹر کہاں ہے؟ یہ کام کیسے کرتا ہے؟ یہ سینٹر آپ کے پاس موجود ہے کئی مقامات پر تو یہ بہت اچھے انداز میں کام کر رہا ہے لیکن کئی ایسے مقامات بھی ہیں جہاں یہ سینٹر اچھے طریقے سے فعال نہیں ہے۔ یہ سینٹر ہے، مسجد۔ اپنی مسجد کو rehabilitation سینٹر بنایئے جہاں ایسے لیکچر ہوں جس سے آپ کے معاشرے کی اقدار کو بحال کیا جا سکے۔ عقائد و نظریات کو تباہ کرتی سیکولرازم اور لبرل ازم کی منشیات کا تدارک کیا جا سکے۔ اچھے لائق اور قابل ڈاکٹرز یعنی علماء کو آپ اس rehabilitation سینٹر میں رکھیں تاکہ وہ آپ کے عقائد و نظریات پر حملہ آوار سیکولر اور لبرلز جراثیم کا علاج کر کے آپ کی طبیعت کو اللہ و رسول ﷺ کی تعلیمات پر عملی طور پر آمادہ و بحال کر سکیں۔ یہ rehabilitation آپ اپنے گھر میں بھی قائم کر سکتے ہیں جہاں آپ روزانہ تلاوت قرآن ترجمے اور تفسیر کے ساتھ پڑھیں۔ اپنے گھر میں درس قرآن اور درسِ حدیث کی محافل سجائیں دینی کتب کے مطالعے سے بھی rehabilitation سینٹر کا قیام عمل میں لا سکتے ہیں۔ یہ کتب ہی rehabilitation کی میڈیسن ہیں۔ لائق تحسین ہیں وہ لوگ جو یہ rehabilitation سینٹر چلا رہے ہیں۔ آپ سب کو سلام۔

آئیں ان نوجوانوں کی ہمت افزائی کیجیے جو نوجوانوں کی تربیت کے لیے ایسے ہی لیکچر کا نعقاد کرتے ہیں۔ اس موقع پر ان کی ضیافت کے ساتھ ساتھ کتب بھی تحفے میں دیجیے۔ مساجد میں لائبریری کا قیام بھی عمل میں لایئے کہ انسانی معاشرے کے rehabilitation سینٹر میں یہ دینی کتب ہی میڈسن کا کام کرتی ہیں۔

☆......☆......☆......☆

محبت واحترام اہلِ بیتِ اطہار وصحابۂ کرام

اہل سنت و جماعت کا اجماعی موقف ومسلک

مولانا یٰسین اختر مصباحی

پیغمبرِ اسلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل بیت اطہار وصحابہ کرام کے سلسلے میں قرآن و حدیث کے اندر بہت سی آیات و احادیث وارد ہیں اور اپنے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبت قوی ہی اِن نفوسِ قدسیہ کی عظمت و فضیلت کا مدار ومعیار ہے۔

شرفِ صحابیت وہ عظیم شرف واعزاز ہے کہ بعد کی امت مسلمہ کا کوئی بڑا سے بڑا عالم وفقیہ اور عابد و زاہد سیکڑوں سال کی اپنی عبادت و ریاضت کے باوجود، اِس شرف صحابیت کا کوئی ایک حصہ بھی نہیں پاسکتا۔

رضی اللہ عنھم و رضواعنہ۔

کلا وعد اللہ الحسنی

اہل بیتِ اطہار وصحابۂ کرام میں سے، ہر ایک کے ساتھ محبت وعقیدت اور ہر ایک کے ادب واحترام کا جذبہ رکھنا ان کا ذکر خیر کرنا سوادِ اعظم اہل سنت و جماعت کا موقف ومسلک اور ان کا شعارِ عظیم ہے۔

ان نفوس قدسیہ کے درمیان، فرق مراتب بھی ہے، جس کا لحاظ رکھنا اور ان حضرات کے درمیان کچھ اختلافات ہوئے ہیں، جنہیں مشاجرات کہا جاتا ہے۔ ان مشاجرات سے اپنی زبان وقلم کو روکنا اور ان میں سے کسی کے ادنیٰ شائبۂ توہین سے بھی دور رہنا، اہل سنت و جماعت کا شیوہ و وطیرہ ہے۔ جو شخص اہل بیت اطہار یا ان میں سے کسی کے بارے میں اپنی زبان وقلم سے کسی طرح کی تنقیص و اہانت کا مرتکب ہو وہ

خارجی اور گمراہ ہے۔اسی طرح جو شخص صحابہ کرام یا ان میں سے کسی کی تنقیص واہانت کرے وہ ناصبی اور گمراہ ہے۔

اہل سنت کو اہل سنت ہی کے موقف و مسلک پہ قائم و دائم رہنا اور اس موقف و مسلک کے خلاف ہونے والی کسی حرکت اور کسی مداخلت سے دور رہنا، ہرسنی کے اوپر فرض ہے۔

حضرت علی مرتضیٰ، حضرت امیر معاویہ سے بدرجہا افضل ہیں اور دونوں کی تعظیم و تکریم، ہمارے اوپر لازم ہے۔

حضرت علی مرتضیٰ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہما سارے اہل سنت کے لئے صرف قابلِ احترام نہیں، بلکہ ہرسنی کے لیے واجب التعظیم ہیں۔یہی موقف و مسلک اہل سنت ہے۔جس سے خروج و انحراف، باعث نقصان وخسرانِ عظیم اور شدید گمراہی و بدمذہبی ہے۔

تفضیلیت ورافضیت ہو کہ ناصبیت و وہابیت، ان کے فتنوں اور طوفانوں سے امتِ مسلمہ کا تحفظ ودفاع کرنا ہر باشعور عالمِ دین کا مذہبی فریضہ ہے، جس سے غفلت و پہلوتہی کرنا، مستقبل کے لیے بے حد نقصان دہ ہے اس لیے علمائے دین کو اپنا مذہبی فریضہ، ضرور ادا کرنا چاہیے اور اپنا حصار مضبوط سے مضبوط تر کرنا چاہیے۔تاکہ فتنے اور طوفان، اس سے ٹکرا کراُلٹے پاؤں واپس ہونے پر مجبور ہو جائیں۔

اللہ تبارک و تعالیٰ سبھی اہل سنت کو مذہب و مسلک اہل سنت پہ قائم و دائم رکھے۔

آمین آمین بجاہ حبیبہ و نبیہ سید المرسلین علیہ و علی آلہ واصحابہ الصلوٰۃ والتسلیم

......☆......☆......☆......

التحیات میں نمازی کی توجہ خاص

محمد عامر قادری رضوی

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کیا امام غزالی علیہ الرحمہ نے ایسا فرمایا ہے کہ التحیات میں جب اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللہِ وَبَرَکَاتُہٗ پڑھو، تو نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف توجہ کرو؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملك الوهاب اللهم هداية الحق والصواب

جی ہاں! امام غزالی علیہ رحمۃ اللہ الوالی اور آپ کے علاوہ کئی بڑے بڑے فقہائے کرام اور محدثین عظام نے اس بات کو بیان کیا ہے کہ جب نمازی التحیات میں اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللہِ وَبَرَکَاتُہٗ پر پہنچے، تو اس کی توجہ کا مرکز رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ مقدسہ ہونی چاہیے۔

چنانچہ امام غزالی علیہ الرحمۃ احیاء العلوم میں فرماتے ہیں: ”واحضر فی قلبك النبی صلی اللہ علیہ وسلم وشخصه الکریم وقل سلام علیك ایها النبی ورحمة اللہ و برکاته ولیصدق املك فی انه یبلغه ویرد علیك ماهوا وفی منه“ یعنی اپنے دل میں ذات پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اور آپ کے مقام و مرتبہ کو حاضر جان اور کہہ: اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ پر سلام اور اللہ کی رحمتیں اور برکتیں ہوں اور

تیری امید اس معاملے میں قوی ہونی چاہیے کہ تیرا سلام آپ ﷺ تک پہنچتا ہے اور آپ اس سے بہتر جواب عطا فرماتے ہیں۔

(احیاء العلوم، ج۱، ص ۲۰۲، مکتبۃ الصفا)

ملا علی قاری علیہ الرحمۃ مرقات شرح مشکوٰۃ میں احیاء العلوم کے حوالے سے فرماتے ہیں: ”وقبل قولك السلام عليك احضر شخصه الكريم فى قلبك وليصدق املك فى انه يبلغه ويرد عليك ماهوا وفى منه“ یعنی التحیات میں السلام علیک پڑھنے سے پہلے اپنے دل میں نبی پاک ﷺ کی ذات کریم رحمۃ للعالمین کو حاضر جان اور قوی امید رکھ کہ یہ سلام آپ ﷺ تک پہنچتا ہے اور آپ اس سے بہتر جواب عطا فرماتے ہیں۔

(مرقات شرح مشکوۃ، ج۲، ص ۳۳۲، مطبوعہ ملتان)

شیخ محقق علامہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ لمعات التنقیح میں التحیات کے الفاظ السلام عليك ايها النبى کی شرح بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ”ويجوز ان يكون لكون ذاته الشريفة الكريمة نصب عين المؤمنين، وقرة عين العابدين فى جميع الاحوال والاوقات خصوصا حالة آخر الصلاة لحصول النورانية فى القلب وقال بعض العارفين: ان ذلك لسريان الحقيقة المحمدية فى ذرائر الموجودات وافراد الكائنات كلهافهو موجود حاضر فى ذوات المصلين، وحاضر عندهم، فينبغى للمؤمن ان لايغفل عن هذا الشهود عند هذا الخطاب لينال انوار القلب ويفوزبا سرار المعرفة صلى الله عليك يارسول الله وسلم“ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارکہ تمام احوال اور اوقات میں مؤمنین اور عابدین کا نصب العین اور ان کی آنکھوں کی

ٹھنڈک ہے، خاص طور پر نماز کے آخر میں دلوں میں نورانیت حاصل کرنے کے لیے، بعض عارفین نے فرمایا کہ نماز میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مخاطب کر کے سلام عرض کرنا اس وجہ سے ہے کہ حقیقتِ ذات مقدسہ موجودات کے تمام ذروں اور کائنات کے کل افراد میں سرایت کیے ہوئے ہے، اس وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نمازیوں میں بھی موجود ہوتے ہیں اور ان کے پاس ہوتے ہیں، لہٰذا نمازیوں کو السلام علیک والے خطاب کے وقت غافل نہیں ہونا چاہیے تاکہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انوار کو حاصل کر سکیں اور آپ کی معرفت کے اسرار سے فیض پا سکیں۔

(لمعات التنقیح، ج ۳، ص ۴۵، مطبوعہ لاہور)

علامہ قسطلانی علیہ الرحمہ مواہب لدنیہ میں فرماتے ہیں: "ان المصلین لما استفتحوا باب الملکوت بالتحیات، اذن لھم بالدخول فی حریم الحی الذی لایموت، فقرت اعینھم بالمناجاۃ، فنبھوا علی ان ذلک بواسطۃ نبی الرحمۃ وبرکۃ متابعتہ، فالتفتوا فاذا الحبیب فی حریم الحسیب الملک حاضر، فاقبلوا علیہ قائلین: السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ"

یعنی جب نمازی التحیات کے ذریعے ملکوت کا دروازہ کھولتے ہیں، تو انہیں اس ذات کی بارگاہ میں حاضر ہونے کی اجازت مل جاتی ہے، جسے کبھی موت نہیں آنی اور مناجات کے ذریعے ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوتی ہیں، پھر وہ متنبہ ہوتے ہیں کہ یہ سب تو نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحمت اور آپ کی پیروی کی برکت ہے، تو وہ متوجہ ہوتے ہیں اور حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہیں، تو وہ آپ کی طرف توجہ کر کے یہ کہتے ہیں: اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّھَا النَّبِیُّ

وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ۔

(مواھب لدنیہ، ج۱۰، ص۳۸۲، دارالکتب العلمیہ)

امام اہلسنت امام احمد رضا خان فتاویٰ رضویہ میں میزان الکبریٰ کے حوالے سے نقل کرتے ہیں: سمعت سیدی علیا الخواص رحمه الله تعالی یقول انما امر الشارع المصلی بالصلوة والسلام علی رسول الله صلی الله تعالی علیه وسلم فی التشهد لینبه الغافلین فی جلوسهم بین یدی الله عزوجل علی شهود نبیهم فی تلك الحضرة فانه لایفارق حضرة الله تعالی ابدا فیخاطبونه بالسلام مشافهة یعنی امام شعرانی فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے سردار علی الخواص سے سنا کہ شارع نے نمازی کو تشہد میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود و سلام پڑھنے کا اس لیے حکم دیا کہ جو لوگ اللہ عزوجل کے دربار میں غفلت کے ساتھ بیٹھتے ہیں، انہیں تنبیہ کردے کہ اس حاضری میں اپنے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھیں اس لیے کہ حضور کبھی اللہ پاک کے دربار سے جدا نہیں ہوتے، پس بالمشافہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سلام عرض کریں۔

(فتاویٰ رضویہ، ج۱۵، ص۲۰۶، رضا فاؤنڈیشن لاہور)

مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمہ مراۃ المناجیح میں فرماتے ہیں: ''اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ پر ہر نمازی اپنے دل میں حضور کو حاضر جانے اور یہ جان کر سلام عرض کرے کہ میں حضور کو سلام عرض کر رہا ہوں، حضور مجھے جواب دے رہے ہیں۔''

(مراۃ المناجیح، ج۲، ص۹۱، ضیاء القرآن پبلی کیشنز)

واللہ اعلم عزوجل و رسولہ اعلم

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

......☆......☆......☆......

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْم پڑھنے کی فضیلت

علامہ غلام مصطفیٰ رضوی

یہ دو کلمات اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ دو کلمے ایسے ہیں جو اللہ پاک کو بہت پسند ہیں زبان پر نہایت ہلکے اور میزان میں بہت بھاری ہیں۔

بزرگ حضرات فرماتے ہیں کہ رحمت الہٰی کو اگر کوئی دعا متوجہ کر سکتی ہے تو وہ یہ کلمات ہیں۔

یہ دعا اللہ کی ذات کو اس قدر پسند ہے کہ اس کی کثرت کرنے والا اللہ تعالیٰ کے قریب ترین ہو جاتا ہے۔

اس دعا کی کثرت کرنے والے کو اللہ کی رحمت چاروں طرف سے گھیر لیتی ہیں۔

ایک صحابی کا واقعہ ہے......وہ صحابی مسجد نبوی کے صحن میں پریشان بیٹھے تھے، بکھرے ہوئے بال تھے، پراگندہ حال تھے، نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابی سے فرمایا یہ حالت کیوں بنا رکھی ہے؟؟ وہ عرض کرنے لگے......

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قربان ہوں۔ مجھے بیماریوں نے اور تنگدستیوں نے پریشان کر رکھا۔ اور اس وجہ سے میری یہ حالت بنی ہوئی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے صحابی! تو وہ وظیفہ کیوں نہیں کرتا جس کی برکت سے اللہ جل شانہ ساری مخلوق کو روزی دیتے ہیں، وہ صحابی عرض کرنے لگے میرے آقا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے جلدی بتائیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے یہ دو کلمات کے بارے میں فرمایا کہ "ان دو کلمات کو 100 دفعہ صبح صادق کے وقت پڑھ لیا کرو۔" کچھ ہی عرصہ گزرا تھا کہ وہ صحابی دوبارہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لائے اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں نے یہ وظیفہ پڑھنا شروع کیا۔ چند دن ہی گزرے تھے کہ میرے پاس مال و دولت کے انبار لگ گئے، کہ مال و دولت رکھنے کی جگہ نہیں ملتی تھی۔

اس عظیم عمل کو کثرت سے کرنے سے روزی میں برکت ہوتی ہے۔ روزی کشادہ ہوتی ہے۔ ان عظیم کلمات کو روزانہ سو دفعہ پڑھنے سے نیکیوں کا پلڑا بھاری ہو جاتا ہے اور یہ کلمات قیامت کے دن سب سے وزنی ہونگے۔ اللہ کی رحمتوں کا نزول ہوتا ہے۔ گھریلو پریشانیاں دور ہوتی ہیں۔ بیروزگاروں کو روزی ملتی ہے۔ ان کلمات کی وجہ سے گھر میں لڑائی جھگڑے فسادات نہیں ہوتے۔ زندگی میں سکون اور راحت پیدا ہوتی ہے۔ یہ وہ بابرکت عمل ہے جس کے پڑھنے سے دنیا تو دنیا، آخرت بھی سنور جاتی ہے۔

ایسے افراتفری کے دور میں، جہاں ہر دوسرے گھر میں رزق میں تنگی، بے برکتی، گھریلو پریشانیاں، لڑائی جھگڑے، کاروباری پریشانیاں، جائیداد کی تقسیم، رشتوں میں دراڑ، بے سکونی اور بیماریاں رہنے لگی ہیں کیونکہ ہم اللہ سے دور ہو چکے ہیں اور ہماری زندگیوں میں بے یقینی بہت ہے۔۔ صرف اس وجہ سے کہ ہم اللہ کو بھول چکے ہیں اللہ کو یاد نہیں کرتے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم میرا ذکر کیا کرو ورنہ میں تمہارے اوپر دنیوی معاملات کو مسلط ایسے کر دوں گا کہ تم بے سکون اور پریشان رہو گے۔

آیئے ہم ان دو کلمات کو کثرت سے پڑھتے ہیں اور اللہ کا ذکر کرتے ہیں۔ تاکہ وہ رحیم و کریم اپنی رحمت سے ہمارے گھروں میں برکت عطا فرمائے۔

......☆......☆......☆......

شب ہجرت کے دو جاں نثار

مولانا غلام مصطفیٰ نعیم [مدیر اعلیٰ سواد اعظم دہلی]

رات کی سیاہ زلفیں اہل شہر کو آغوش میں لے چکی تھیں۔ مگر خلاف معمول اہل شہر بستروں کی بجائے ننگی تلواریں لئے ایک گھر کی جانب بڑھ رہے تھے۔ گھر بھی ایسا جہاں شہر بھر کی امانتیں جمع ہوتی تھیں۔ حیرت ہے کہ امانت رکھنے والوں میں یہی دشمن جاں بھی شامل تھے۔ رات کے سیاہ آنچل اور ہتھیار بندوں کی روسیاہی میں مقابلہ آرائی زوروں پر تھی۔ مگر اپنے ہی امین کے خلاف تلواریں دیکھ کر رات ہار گئی اور روسیاہ جیت گئے۔ اس سخت رات میں دو جاں نثاروں کی آنکھوں میں عشق ومحبت کے چراغ روشن تھے۔ چراغ وفا کی روشنائی سے رات کے آنچل پر محبت وجاں نثاری کی لازوال داستان لکھی جارہی تھی۔ ایک طرف صدیق اکبر کی آنکھیں دروازے پر لگی تھیں۔ ذرا سا ہوا لہراتی تو آفتاب نبوت کی آمد کا خیال گزرتا۔ پورے گھر میں عجیب نظارہ تھا۔ گھر کا ذمہ دار اہل خانہ کو سپرد خدا کر کے گھر چھوڑ رہا تھا۔ مگر کسی کی آنکھ میں جدائی کا غم تو دور، شائبہ غم تک نہیں تھا۔ پورا گھر انتظام وانصرام میں مصروف اور اپنے مقدر پہ نازاں تھا۔ سیدہ اسما سامان سفر تیار کرتی ہیں۔ توشہ دان میں کھانا رکھ کر اپنی کمر کے پٹکے کو پھاڑ کر دو ٹکڑے کرتی ہیں۔ ایک سے مشک کا منہ باندھتی ہیں۔ دوسرے توشہ دان باندھتی ہیں تاکہ کھانا گر نہ جائے۔ اللہ اللہ!!! خدمت رسالت کا یہ جذبہ دیکھ کر فرشتے بھی عش عش کر اٹھے ہوں گے۔ ایک

طرف باپ اہل خانہ کو چھوڑ کر جا رہا ہے۔ مگر بیٹی ''رفاقت رسالت'' کا اعزاز ملنے کی وجہ سے سامان سفر تیار کرتے ہوئے حُبّ رسالت میں اس درجہ مخمور ہو جاتی ہیں کہ تاخیر کے خوف سے اپنی کمر کے پٹکے کو ہی چاک کر دیتی ہیں۔ اس جذبہ جاں نثاری کو دیکھ کر جماعت صحابہ نے انہیں ''ذات النطاقین'' یعنی دو پٹکے والی کے نام سے یاد کیا تاکہ اہل ایمان کے دلوں پر سیدہ اسما کی بے لوث خدمت و محبت کے نقوش زندہ و تابندہ رہیں۔ ادھر کاشانہ نبوت میں سیدنا علی المرتضی کا نصیبہ بلندی پر تھا۔ نبی رحمت نے اپنی سبز چادر عطا فرمائی۔ بستر نبوت پر لیٹنے کا اعزاز بخشا۔ امانتوں کی ادائیگی کا حکم دے کر مدینہ آنے کی بشارت بھی سنائی۔ اللہ اللہ ایک ہی رات میں اس قدر اعزازات!!! سیدنا علی جود و کرم کی بارش میں شرابور ہو گئے۔ سیانے کہتے ہیں کہ بڑے اعزاز خطرات کے سایہ میں ہی ملتے ہیں۔ آج

یہ بات ایک بار پھر صحیح ثابت ہوئی۔ ننگی تلواریں، موت کا خوف، امانتوں کا حساب کتاب اور ان کی صحیح سپردگی کی اہم ذمہ داری ایسے میں بسترِ نبوت پر لیٹنا کسی صاحب جگر اور شجاعت مند ہی کا خاصا تھا۔ ان تمام مشکلات کے درمیان آقائے دو جہاں کا کرم بالائے کرم بستر نبوت پھولوں کی سیج سے زیادہ آرام دہ بن گیا۔ ایک طرف حفاظت رسالت کی خدمت دوسری جانب بستر نبوت پر لیٹنے کا حسین موقع مولیٰ علی نصیبہ پر ناز کرتے ہوئے کچھ یوں گویا ہوتے ہیں: **وَقَيتُ بِنَفسی خَیر من وطی الثریٰ وَمَن طاف بِالبَیت العتیق وبِالحجر** (یعنی) میں نے اپنی جان خطرے میں ڈال اس ذات گرامی کی حفاظت کی جو اہل زمین اور خانہ کعبہ وحطیم کا طواف کرنے والوں میں سب سے بہتر بلند رتبہ ہیں۔ یہ رات سیدنا علی المرتضی کی زندگی کی سب سے یادگار رات بن گئی۔ ایک

سوال کے جواب میں حضرت علی نے اسی رات کو اپنی زندگی کی سب سے خوشنما رات قرار دیا۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ''کاشانہ نبوت'' سے نکلنے کے بعد مقام ''حزورہ'' پہنچ گئے۔ حسب وعدہ صدیق اکبر بھی وہاں پہنچے۔ صدیق اکبر نے دیکھا کہ راستے میں حضور کے قدم ناز سے زمین پر نشانات بن گئے ہیں۔ فوراً زمین سے نشانات مٹانا شروع کر دئے تاکہ دشمن سراغ نہ پا سکے پتھریلا راستہ خاردار جھاڑیاں۔ آقائے کریم کے پائے نازک زخمی ہوگئے۔ آہ! جس ذات گرامی نے کسی کو تکلیف نہ دی آج اسی ذات کو کس قدر تکالیف کا سامنا ہے۔ خانہ کعبہ سے دور ہونے کا احساس بے وطنی کا غم دیار اجداد سے ہجرت کی کسک رات کے اندھیرے میں نوکیلے پتھر، خاردار جھاڑیوں میں الجھ کر پائے ناز زخمی ہیں۔ صدیق اکبر محبوب کے زخمی پائے ناز دیکھ کر بے قرار ہوجاتے ہیں اور حامل عرش کو باصرار اپنے کاندھوں پر اٹھا لیتے ہیں۔ آج دونوں عاشقوں کے عشق کی معراج تھی۔ ایک عاشق بِسترِ نبوت پر لیٹ کر حفاظت رسالت کی خدمت انجام دے رہا تھا۔ تو دوسرا عاشق آفتاب نبوت کو اپنے کاندھوں پر اٹھا کر حفاظت رسالت کی پاسبانی میں جٹا ہوا تھا۔ ایک رات ایک محبوب مگر دو عاشق اپنے محبوب کی محبت میں اپنی جان تک داؤں پر لگائے ہوئے تھے۔ چشم فلک بھی حیران تھا۔ ملائکہ بھی عشق وخلوص کا یہ منظر دیکھ کر ''کرامت آدمیت'' کے معترف تھے۔ رات کے سینے پر عشق صادق کی قندیل مسکرا رہی تھی۔ روشنی سے دونوں عالم منور تابناک تھے۔ بالآخر اہل مدینہ کی خوش نصیبی کا سورج طلوع ہوا۔ آقائے دوجہاں نے اپنے قدوم میمونت سے یثرب کو مدینہ بنا کر اعزاز بخشا: ان کے قدموں پہ میں نثار جن کے قدوم ناز نے اجڑے ہوئے دیار کو رشک چمن بنا دیا۔

شرعی فیصلے

جیلیٹن آمیز دواؤں اور غذاؤں کا شرعی حکم

بموقع سولہواں سالانہ فقہی سیمینار شرعی کونسل آف انڈیا، بریلی شریف

منعقدہ: ۲۱، ۲۲ رجب المرجب ۱۴۴۰ھ مطابق ۲۹، ۳۰ مارچ ۲۰۱۹ء (نشست اول و دوم)

بمقام: علامہ حسن رضا کانفرنس ہال، مرکز الدراسات الاسلامیہ جامعۃ الرضا، بریلی شریف

ابو یوسف محمد القادری

سوال: انقلاب ماہیت کی اصطلاحی تعریف کیا ہے اور کیا یہ تعریف ''کولیجین'' سے ''جیلیٹن'' بنانے پر صادق آتی ہے؟ اور کیا اس بناء پر خنزیر اور دیگر ذرائع سے بنائی گئی جیلیٹن حرام قرار پائے گی؟

الجواب: (الف) باتفاق رائے طے ہوا کہ کسی شے کا اپنی اصل یا وصف خاص (جو بنائے حکم ہے) کے اعتبار سے اس طرح بدل جانا کہ وہ دوسری شے ہو جائے، انقلاب ماہیت ہے۔ تعریف مذکور درج ذیل عبارات سے ماخوذ ہے:

بدائع میں ہے: ان النجاسة لما استحالت وتبدلت اوصافها ومعانيها خرجت عن كونها نجاسة لانها اسم لذات موصوفة فتنعدم بانعدام الوصف وصارت كالخمر اذا تخللت

[ج ۱، ص ۲۴۳، زکریا بکڈپو]

بہار شریعت میں ہے: ''جو چیزیں ایسی ہیں کہ وہ خود نجس ہیں (جن کو ناپاکی اور نجاست کہتے ہیں) جیسے شراب یا غلیظ، ایسی چیزیں جب تک اپنی اصل کو چھوڑ کر کچھ اور نہ ہو جائیں، پاک نہیں ہوسکتیں، شراب جب تک شراب ہے، نجس ہی رہے گی اور سرکہ ہو جائے تو اب پاک ہے۔''

(ب) سوالنامے میں کولیجین سے جیلیٹن بنانے کی جو تفصیل مذکور ہے، اس کی روشنی میں

بحث وتمحیص کے بعد باتفاق مندوبین کرام طے ہوا کہ انقلاب ماہیت کی یہ تعریف کولیجین سے جیلیٹن بنانے پر صادق نہیں آتی۔

(ج) خنزیر اور دیگر حرام ذرائع سے بنائی گئی جیلیٹن حرام ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

سوال (۲) اگر قلب ماہیت نہیں تو جس جیلیٹن کے متعلق یقین سے معلوم نہ ہو کہ یہ حرام ذرائع سے لی گئی ہے یا حلال ذرائع سے اور احتمال دونوں کا ہو، کیا اسے اس ظن غالب کی بنا پر حرام قرار دیا جائے کہ وہ خنزیر سے لی گئی ہو؟ یا اس احتمال کی بنا پر حلت کا حکم ہوگا کہ ہوسکتا ہے حلال ذرائع سے لی گئی ہو؟

الجواب: جس جیلیٹن سے متعلق یقین سے معلوم نہ ہو کہ حرام ذرائع سے لی گئی ہے، وہ حلال ہے۔ الاشباہ میں ہے: "**شك فی وجود النجس فالاصل بقاء الطهارة**" [ص ۶۲]

حدیقہ ندیہ میں ہے: "لاحرمة الامع العلم لامع الشك والظن لان الاصل فی الاشیاء الحل" [ج۲، ص ۷۳۸] واللہ تعالیٰ اعلم

سوال (۳) جیلیٹن پر مشتمل دوائیں اور غذائیں مارکیٹ میں عام ہوگئی ہیں اور عام مسلمان بھی اسے لیتے اور استعمال کرتے ہیں، حالانکہ جو خواص حلال وحرام کو اہمیت دیتے ہیں ان کے لیے بچنا مشکل نہیں اور حلال متبادل بھی مارکیٹ میں مل سکتے ہیں، ایسی صورت میں عامۃ الناس کے استعمال کی بنا پر کیا اسے ''عموم بلویٰ'' قرار دے کر حلت کا حکم ہوگا؟

الجواب: جب بازار میں دستیاب جیلیٹن آمیز دواؤں اور غذاؤں کی حرمت ونجاست مشتبہ ہو اور کسی خاص دوا یا غذا میں حرام جیلیٹن ملنے کا ثبوت بطریق شرعی نہ ہو تو وہ اصل حکم کے مطابق حلال ہے، اس کا خریدنا، بیچنا اور استعمال کرنا درست ہے۔ اس کے لیے عموم بلویٰ کا سہارا لینے کی حاجت نہیں۔

اشباہ مع الغمز میں ہے: "اذا اختلط الحلال بالحرام فی البلد فانه یجوز الشراء والاخذ الا ان تقوم دلالة

علی انہ من الحرام" [ج۱،ص۳۸۵]

اور غمز العیون میں ہے: "کون الغالب فی السوق الحرام لایستلزم کون المشتریٰ حراماً لجواز کونہ من الحلال المغلوب والاصل الحل" [ج۱، ص۳۸۵] واللہ تعالیٰ اعلم

سوال (۴) کیا عام مسلمان پر واجب ہے کہ ایسی دوا یا غذا خریدتے وقت لیبل دیکھ کر معلوم کریں کہ اس میں جیلیٹن تو نہیں ہے؟ اور ہو تو معلوم کریں کہ حرام ذرائع سے تو نہیں؟

الجواب: جب بازار میں حرام و حلال دونوں طرح کی دوائیں اور غذائیں دستیاب ہیں تو دوا یا غذا خریدتے وقت مسلمان پر یہ واجب نہیں کہ اس میں جیلیٹن ہونے یا نہ ہونے کی تحقیق کرے، ہاں! تحقیق کرلے تو بہتر ہے۔

فتاویٰ رضویہ میں ہے: "بلکہ صرف اس قدر حکم ہے کہ وہ چیز تصرف میں لائیں جو اپنی اصل میں حلال اور طیب ہو اور اسے مانع ونجاست کا عارض ہونا ہمارے علم میں نہ ہو، لہٰذا جب تک خاص اس شے میں جسے استعمال کرنا چاہتا ہے، کوئی مظنۂ قویہ حظر وممانعت کا نہ پایا جائے، تفتیش وتحقیقات کی بھی حاجت نہیں، مسلمان کو روا کہ اصل حلت وطہارت پر عمل کرے اور "یمکن ویحتمل وشاید ولعل" کو جگہ نہ دے۔"

[ج ۳،ص ۵۶۶، امام احمد رضا اکیڈمی]

حدیقہ ندیہ میں ہے: "ولا یلزمہ السوال عن شیء حتی یطلع علی حرمتہ ویتحقق بہا فیحرم علیہ"

[ج ۲،ص ۶۶۶]۔ واللہ تعالیٰ اعلم

سوال (۵): اگر جیلیٹن آمیز اشیاء پر حرمت کا ہی حکم ہے تو کیا تغذی یا تداوی کی کسی خاص صورت میں ان کے استعمال کی اجازت ہوگی؟ جواب اگر مثبت ہے تو وہ کیا صورتیں ہوسکتی ہیں؟

الجواب: جب جیلیٹن آمیز اشیاء پر حکم حرمت نہیں ہے تو اس کے استعمال کی اجازت ہے۔ ہاں! اگر کسی خاص چیز کے متعلق یقین ہوجائے کہ اس میں حرام جیلیٹن کی آمیزش ہے تو بلاضرورت

شرعیہ اس کا استعمال ناجائز ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

سوال (۶) اگر عموم بلویٰ متحقق نہ ہو تو کیا اس بنا پر حرمت ونجاست میں تخفیف (کراہت تحریمی یا تنزیہی) کا حکم نکلتا ہے؟ کہ اس طرح کی چیزیں اب مارکیٹ میں عام ہوگئی ہیں اور ان سے بچنا ناممکن نہ سہی دشوار ہے۔

الجواب: جیلیٹن کے متعلق جب تک حرمت ونجاست کا یقین نہ ہو، قاعدہ "الاصل فی الاشیاء الحل" کے اعتبار سے حلال و مباح ہے، اس کے لیے عموم بلویٰ مان کر راہِ جواز تلاش کرنے کی حاجت نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

سوال (۷) جس لیبل پر جیلیٹن کے معاً بعد کہیں پر کوشر (Kosher) لکھا ہو، کیا اس کی طہارت وحلت کا حکم ہوگا؟ یونہی لیبل سے یا صنعتی ادارے سے رابطہ کرنے سے معلوم ہو جائے کہ یہ جیلیٹن پودوں سے کشید کی گئی ہے تو اس پر حلت وطہارت کا حکم ہوگا؟

الجواب: یہود کا کسی چیز پر لفظ "کوشر" لکھ دینا شرعاً اس کی حلت کی دلیل نہیں، اگر وہ چیز اصل کے اعتبار سے پاک اور حلال ہے تو حکم حلت وطہارت ہوگا اور اگر وہ چیز حرام ونجس ہے تو اس پر حرمت ونجاست کا ہی حکم ہوگا۔ لفظ "کوشر" یہودیوں کے نزدیک حلال کا مترادف ہے جیسا کہ سوال نامہ میں درج ہے اور کسی چیز کی حلت وحرمت کی خبر دینیات سے ہے جس میں کافر کی خبر کا اعتبار نہیں۔ ہدایہ میں ہے: "اما الدیانات فلا یکثر وقوعها حسب وقوع المعاملات فجاز ان یشترط فیها زیادة شرط فلا یقبل فیها الاقول المسلم العدل لان الفاسق متهم والکافر لا یلتزم الحکم فلیس له ان یلزم المسلم بخلاف المعاملات لان الکافر لا یمکنه المقام فی دیارنا الا بالمعاملة ولا یتهیاله المعاملة الابعد قبول قوله فیها فکان فیه ضرورة فیقبل ولا یقبل قول المستور فی ظاهر الروایة"

[ج ۴، ص ۴۳۸]۔ واللہ تعالیٰ اعلم

سوال (۸) کسی حلال چیز میں حرام شئی کی آمیزش کی خبر کوئی کافر دے تو شرعاً اس پر اعتماد جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: حلال وحرام کی خبر باب دیانات سے ہے لہٰذا اگر کافر کسی چیز کی حلت وحرمت کی خبر دے تو وہ معتبر نہیں۔ فتاویٰ رضویہ میں ہے: ''گوشت خریدا ہو، کافر کہے اس میں لحم خنزیر ملا ہے، مسلمان کو اُس کا کھانا حلال اگرچہ اس کا صدق ہی غالب ہو۔''

[ج ۳،ص ۵۴۹، امام احمد رضا اکیڈمی، بریلی شریف]

لیکن اگر اپنی تیار کردہ کسی چیز میں ایسی چیز کی آمیزش کی خبر دے جو شرعاً حرام ہو تو اس شئی کی آمیزش کی خبر دینا از قبیل دیانات نہیں، لہٰذا معتبر ہے۔ درمختار میں ہے: ''وأصله ان خبر الکافر مقبول بالاجماع فی المعاملات لا فی الدیانات''

[ج ۹،ص ۴۹۷]۔ واللہ تعالیٰ اعلم

بھنگار کے مال کی خرید و فروخت اور اس کی مختلف صورتوں کا حکم

بموقع سولہواں سالانہ فقہی سیمینار شرعی کونسل آف انڈیا، بریلی شریف

منعقدہ: ۲۱،۲۲ رجب المرجب ۱۴۴۰ھ مطابق ۲۹،۳۰ مارچ ۲۰۱۹ء (نشست اول ودوم)

بمقام: علامہ حسن رضا کانفرنس ہال، مرکز الدراسات الاسلامیہ جامعۃ الرضا، بریلی شریف

سوال (۱) ٹینڈر کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

الجواب: کافی بحث وتمحیص کے بعد باتفاق رائے طے ہوا کہ بھنگار کے سامانوں کا ٹینڈر جاری کرنا محض اعلان بیع ہے البتہ ٹینڈر بھرنا بذریعۂ کتاب ایجاب ہے اور حکام کا ٹینڈر پاس کر دینا قبول ہے لہٰذا ٹینڈر پاس ہو جانے پر بیع متحقق ہو جائے گی اور شرعاً یہ بیع ہے جس کا جواز کتب فقہ میں مصرح ہے۔

ردالمحتار میں ہے: ''فی غایۃ البیان

وقال شمس الائمة السرخسی فی کتاب النکاح من مبسوطه: کما ینعقد النکاح بالکتابة ینعقد البیع وسائر التصرفات بالکتابة ایضاً وذکر شیخ الاسلام خواهر زاده فی مبسوطه: الکتاب والخطاب سواء الا فی فصل واحد، وهو أنه لو کان حاضر افخاطبها بالنکاح فلم تجب فی مجلس الخطاب ثم أجابت فی مجلس آخر، فان النکاح لا یصح و فی الکتاب اذا بلغها وقرأت الکتاب ولم تزوج نفسهامنه فی المجلس الذی قرأت الکتاب فیه ثم زوجت نفسها فی مجلس آخربین یدی الشهود وقد سمعوا کلامها وما فی الکتاب یصح النکاح، لأن العائب انما صار خاطبا لها بالکتاب، والکتاب باق فی المجلس الثانی فصار بقاء الکتاب فی مجلسه وقد سمع الشهود ما فیه فی المجلس الثانی بمنزلة مالو تکرر الخطاب من الحاضر فی مجلس آخر، فاما اذا کان حاضرا فانما صار خاطبا لها بالکلام، وما وجد من الکلام لا یبقی الی المجلس الثانی“ [ردالمختار، کتاب البیوع، ج۷، ص۲۶، زکریا بکڈپو] واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

سوال (۲) کس حق کے حصول کے لیے رشوت دینا جائز ہے؟ وہ حق ثابت ہے یا حق مجرد؟ یا کچھ اور؟

سوال (۳) ٹینڈر پاس کرانے کے لیے رشوت دینا بدرجۂ مجبوری جائز ہے یا ناجائز؟

الجواب: رشوت دینا لینا حرام ہے اور حق خواہ مجرد ہو یا مؤکد جہاں پر حاجت متحقق ہو وہاں کچھ دینا دینے والے کے حق میں رشوت نہیں۔ یونہی اپنی جان و مال سے دفع ظلم وضرر کے لیے جو مال دیا جائے وہ بھی دینے والے

کے حق میں رشوت نہیں۔

ردالمختار میں ہے: "دفع المال للسلطان الجائز لرفع الظلم عن نفسه وماله ولاستخراج حق له ليس برشوة يعني في حق الدافع"

[ج۹،ص۶۰۷]

اسی میں ہے: "الثالث: اخذ المال ليسوى امره عند السلطان دفعاً للضرر او جلبا للنفع وهو حرام على الآخذ فقط الرابع: مايدفع لدفع الخوف من المدفوع اليه على نفسه او ماله حلال للدافع حرام على الآخذ، لان دفع الضرر عن المسلم واجب ولا يجوز اخذ المال ليفعل الواجب اهـ" [ردالمختار، ج۸، ص۳۴، ۳۵، کتاب القضا] واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

سوال (۴) ٹینڈر پاس کرنے والے ادھیکاری کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ وہ سامان کا مالک ہے یا گورنمنٹ کی طرف سے وکیل بیع و شراء ہے یا اس کا دلال ہے؟ کیا اس کو اختیار ہے کہ سوٹن کی جگہ ڈیڑھ سوٹن مال خریدار کو دیدے اور کاغذات میں صرف سوٹن کی بکری دکھائے؟ یا خراب مال کی جگہ اچھا مال بھر دے؟ یا وزن میں کمی یا زیادتی کردے جو ٹینڈر کے خلاف ہو؟ اور کیا یہ امانت میں خیانت اور حکومت کے ساتھ بدعہدی نہیں ہے؟ اور جو مسلمان جان بوجھ کر ایسا مال خریدے اس کا کیا حکم ہے؟ خریدے ہوئے مال اور اس پر حاصل شدہ منافع کا کیا حکم ہے؟

الجواب: باتفاق فقہائے کرام و محققین اسلام یہ طے ہوا کہ ٹینڈر پاس کرنے والے حکام گورنمنٹ یا کمپنی کے وکیل ہوتے ہیں۔ سوال کے بقیہ اجزاء کے جوابات ابھی زیر غور ہیں۔ مفتیان کرام مزید غور وخوض فرما کر کوئی فیصلہ صادر فرمانے کے لیے آیندہ سیمینار میں تشریف لائیں۔

سوالات قبر سریانی زبان میں ہوں گے

مولانا عبد مصطفیٰ رضوی

امام اہل سنت، اعلیٰ حضرت رحمہ اللہ تعالیٰ سے عرض کیا گیا کہ مرنے کے وقت سے زبان عربی ہو جاتی ہے؟ آپ نے فرمایا کہ اس بارے میں تو کچھ حدیث میں ارشاد نہیں ہوا۔ حضرت سیدی عبد العزیز دباغ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ قبر میں سریانی زبان میں سوال ہوگا اور کچھ لفظ بھی بتائے ہیں۔

(ملفوظات اعلیٰ حضرت، ح4،ص447)

شیخ احمد بن مبارک (م1155ھ) کہتے ہیں کہ میں نے (اپنے شیخ، حضرت علامہ سید عبد العزیز دباغ رحمہ اللہ تعالیٰ سے) دریافت کیا کہ قبر میں سوالات سریانی زبان میں ہوں گے؟ کیوں کہ امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ کی ایک نظم میں یہ شعر موجود ہے: ومن غریب ما تری العینانان سوال القبر بالسریانی انسان کے لیے حیرانگی کی بات یہ ہے کہ قبر میں سریانی زبان میں میت سے سوال و جواب ہوں گے۔

اس نظم کے شارح بیان کرتے ہیں کہ امام سیوطی نے اپنی تصنیف ''شرح الصدور'' میں شیخ الاسلام علم الدین البلقینی کے فتاویٰ کے حوالے سے یہ بات نقل کی ہے کہ قبر میں سریانی زبان میں میت سے سوال جواب ہوگا۔ امام سیوطی فرماتے ہیں کہ تاہم مجھے کسی حدیث میں یہ بات نہیں مل سکی۔ علامہ ابن حجر عسقلانی سے یہی سوال کیا گیا تو انھوں نے جواب دیا کہ حدیث کے الفاظ سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ شاید قبر میں سوال جواب عربی زبان میں ہوگا تاہم یہ ممکن ہے کہ ہر شخص سے اس کی مخصوص زبان میں سوال جواب کیا جائے گا اور یہ بات زیادہ معقول محسوس ہوتی ہے۔

شیخ سید عبد العزیز دباغ رحمہ اللہ تعالیٰ

(م 1131ھ) نے جواب میں فرمایا کہ قبر میں سوال جواب سریانی زبان میں ہوگا کیوں کہ فرشتے اور ارواح یہی زبان بولتے ہیں۔ سوال فرشتے کریں گے اور جواب روح دے گی کیوں کہ جب روح جسم سے نکل جائے تو اپنی اصل کی طرف لوٹ جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ جب کسی ولی کو فتح کبیر (کا مرتبہ) عطا فرما دے تو وہ باقاعدہ سیکھے بغیر ہی سریانی زبان میں گفتگو کرنے کی صلاحیت حاصل کر لیتا ہے کیوں کہ اس وقت اس پر روح کا حکم غالب ہو جاتا ہے، اس لیے (روح کے غلبے کے باعث ہی) مردے کو سریانی زبان میں گفتگو کرتے ہوئے کوئی الجھن درپیش نہیں ہوگی۔

شیخ سید عبدالعزیز دباغ رحمہ اللہ تعالیٰ سریانی زبان کے متعلق تفصیلی کلام کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ارواح (روحوں) کی زبان سریانی ہے۔ یہ زبان لفظی اعتبار سے بہت مختصر اور معنوی اعتبار سے انتہائی وسیع زبان ہے۔ دوسری کوئی زبان اس خوبی میں اس کے ہم پلہ نہیں ہوسکتی۔ شیخ احمد بن مبارک کہتے ہیں کہ میں نے دریافت کیا: کیا عربی زبان بھی؟ آپ علیہ الرحمہ نے فرمایا: عربی زبان بھی اس کے ہم پلہ نہیں ہوسکتی البتہ قرآن میں موجود الفاظ کا حکم مختلف ہے۔ اگر عربی زبان میں سریانی کے معانی کو اکٹھا کر لیا جائے اور الفاظ عربی زبان کے ہوں تو یہ سریانی سے بھی زیادہ شیریں اور خوب صورت زبان ہوگی۔ سریانی کے سوا، دنیا کی تمام زبانوں میں اطناب (پھیلاؤ) پایا جاتا ہے۔ سریانی زبان کے علاوہ ہر زبان میں الفاظ کی ترکیب کے ذریعے جملہ بنتا ہے لیکن سریانی میں حروف کے ذریعے جملہ بنتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ سریانی زبان کے حروف تہجی کا ایک مخصوص معنی ہے۔ جب ایک حرف کو دوسرے حرف سے ملا دیا جائے تو جملہ مکمل ہو جاتا ہے۔ جس شخص کو سریانی کے حروف کا علم ہو جائے وہ آسانی کے ساتھ سریانی زبان بول یا سمجھ سکتا ہے اور آگے چل کر وہ حروف کے اسرار کی معرفت حاصل کر سکتا ہے۔ یہ ایک زبردست علم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے لوگوں پر رحمت کرتے ہوئے انھیں اس علم سے محجوب رکھا ہے کیوں کہ اگر وہ اس علم سے آگاہ ہو جائیں تو ان کی ذات میں موجود ظلمت ان کی تباہی کا باعث بن جائے (کیوں کہ وہ اس

علم کو منفی طور پر استعمال کریں گے) ہم اللہ تعالیٰ سے سلامتی کے طلب گار رہیں۔

جس طرح عود کی لکڑی میں رس (یعنی پانی) موجود ہوتا ہے اسی طرح سریانی زبان دنیا کی ہر زبان میں موجود ہے کیوں کہ دنیا کی ہر زبان حروف تہجی پر مشتمل ہوتی ہے اوران حروف تہجی کی وضاحت سریانی زبان میں کی گئی ہے کہ کون سا حرف کس مخصوص مفہوم کی ادائیگی کے لیے مخصوص ہے۔ جیسے عربی زبان میں لفظ ''احمد'' ہے، سریانی زبان کے اعتبار سے اس لفظ کے پہلے حرف ''ا'' کا اپنا ایک مخصوص معنی ہے۔ اسی طرح جب آپ ''ح'' کو ساکن پڑھیں گے تو اس کا اپنا مخصوص معنی ہوگا۔''م'' پر زبر اور ''د'' پر پیش پڑھیں گے تو دونوں الگ الگ مفہوم پر دلالت کریں گے۔اسی طرح لفظ ''محمد'' ہے، یہ کسی شخصیت کا نام ہوسکتا ہے لیکن سریانی زبان میں اس کا ہر حرف ایک مخصوص مفہوم پر دلالت کرے گا؛ جیسے عبرانی زبان میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسم گرامی ''بارقلیط'' ہے، اس لفظ کا ہر حرف ایک مخصوص معنی پر دلالت کرتا ہے۔

مختصر یہ کہ دنیا کی تمام زبانیں سریانی زبان سے نکلی ہیں اور سریانی دیگر تمام زبانوں کی اصل ہے۔ دیگر زبانوں کے وجود میں آنے کی وجہ یہ ہے کہ لوگوں میں جہالت عام ہوگئی جب کہ سریانی میں گفتگو کرنے کے لیے معرفت پہلی شرط ہے تا کہ سامع (سننے والے) کو ہر حرف کے ذریعے اس کے مخصوص مفہوم کا پتہ چل جائے لہٰذا سریانی زبان ایجاد کرنے والوں نے اس بات کا اہتمام کیا کہ مختصر طور پر ایسی زبان ایجاد کی جائے جس کے حروف تہجی وسیع معنی پر دلالت کرسکیں کیوں کہ مخاطب کو فائدہ اس وقت حاصل ہوگا جب اس کا ذہن آپ کے مطلوبہ معنی کی طرف منتقل ہوگا کیوں کہ بیش تر امور معنی سے متعلق ہوتے ہیں؛ یہاں تک کہ بالفرض اگر یہ ممکن ہوتا کہ آپ الفاظ وحروف کا سہارا لیے بغیر اپنا معنی مخاطب کو منتقل کرسکیں تو کبھی بھی کسی زبان کو ایجاد کرنے کی ضرورت پیش نہ آتی۔

یہی وجہ ہے کہ صرف اکابر اہل کشف یا ارواح یا فرشتے اس زبان میں گفتگو کرتے ہیں۔ اگر آپ انھیں یہ زبان بولتے ہوئے سن لیں تو یہ محسوس ہوگا جیسے وہ ایک یا دو حروف میں اپنا مدعا واضح کر دیتے ہیں یا چند الفاظ میں اتنا کچھ بیان

کر دیتے ہیں جسے بیان کرنے کے لیے دوسری زبانوں میں کئی رجسٹر درکار ہوں گے۔

اب آپ کو اندازہ ہو جائے گا کہ جب بنی نوع انسان میں جہالت عام ہو گئی تو ان حروف کو دیگر معنوں کی طرف منتقل کر دیا گیا اور ان حروف کی حیثیت مہمل الفاظ کی مانند ہو گئی اور یہ دستور چل نکلا کہ مختلف حروف کو ملا کر، لفظ کی شکل دے کر مفہوم کی وضاحت کی جائے اور پھر ان الفاظ کو جملوں کی شکل میں استعمال کیا جانے لگا۔ اس طرح ایک بہت عظیم علم مفقود ہو گیا لیکن اس کے باوجود آپ دنیا کی کسی بھی زبان کا کوئی بھی لفظ لے لیں اس کا کوئی ایک حرف سریانی زبان کے محاورے سے ضرور مطابقت رکھتا ہوگا یعنی جو لفظ کسی مخصوص معنی کے لیے ایجاد کیا گیا ہے، اسی لفظ کا ایک حرف سریانی زبان میں اسی معنی کی وضاحت کے لیے استعمال ہوتا ہوگا۔ جیسے عربی زبان میں لفظ ''حائط'' دیوار کے معنی میں استعمال ہوتا ہے لیکن سریانی زبان میں اس کا پہلا حرف ''ح'' اسی معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ عربی زبان میں پانی کے لیے لفظ ''ماء'' استعمال ہوتا ہے جب کہ سریانی زبان میں اس کے آخر میں آنے والا ''ء'' پانی کے لیے ایجاد کیا گیا ہے۔

عربی زبان میں آسمان کے لیے لفظ ''سماء'' موجود ہے اور سریانی میں اس کے معنی کے لیے صرف ''س'' استعمال ہوتا ہے۔

غرض کہ اگر آپ تحقیق کریں تو آپ کو پتہ چل جائے گا کہ ہر لفظ کا کوئی ایک حرف مخصوص فہم کی ادائیگی کے لیے کافی ہوتا ہے اور بقیہ حروف خواہ مخواہ استعمال کیے جاتے ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام جب زمین پر تشریف لائے تو اپنی زوجۂ محترمہ اور بچوں کے ساتھ سریانی میں گفتگو کیا کرتے تھے۔ حضرت ادریس علیہ السلام کے زمانے تک اس میں کوئی تبدیلی نہیں آئی لیکن اس کے بعد تبدیلی کا عمل شروع ہو گیا اور دیگر بہت سی زبانیں وجود میں آ گئیں۔

اس میں سب سے پہلے ہندی (سنسکرت) زبان وجود میں آئی اور یہ سریانی زبان سے خاصی قریب ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام سریانی زبان میں اس لیے گفتگو کیا کرتے تھے کیوں کہ اہل جنت کی زبان سریانی ہے اور حضرت آدم علیہ السلام بھی جنت میں یہی زبان بولا کرتے تھے۔

(الابریز من کلام سیدی عبدالعزیز)

کیا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی زوجہ میسون بنت بحدل کلبی نصرانی تھیں؟

محمد دیدار علی رضا قادری

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی زوجہ میسون بنت بحدل کلبی نہ صرف مسلمان بلکہ تابعیت کے مرتبہ پر فائز تھیں۔ جس پر کثیر شواہد و دلائل موجود ہیں۔ جبکہ ان کے نصرانی ہونے پر کوئی معتبر دلیل موجود نہیں۔ ملاحظہ فرمائیں کہ علماء وائمہ رحمہم اللہ میسون بنت بحدل کے بارے میں کیا فرماتے ہیں۔

۱) میسون ابنة بحدل الکلبیة......
قال الصاغانی: وهی من التابعیات
(تاج العروس، ج16، ص528)

۲) قال رضی الدین الحنفی (المتوفی ۶۵۰ھ): میسون ابنة بحدل...... أم یزید بن معاویة: من التابعیات۔
(العباب الزاخر، ج1، ص200)

۳) میسون بنت بحدل...... شاعرة إسلامیة.
(معجم الشعراء العرب، ج1)

یہ تینوں اقوال صراحۃ اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ میسون بنت بحدل نہ صرف مسلمان بلکہ تابعیت کے شرف سے مشرف تھیں۔

۴) تاریخ دمشق میں ان سے ایک روایت بھی مروی ہے:

عَنْ مَيْسُونَ بِنْتِ بَحْدَلٍ، زَادَ عَلِيُّ بْنُ عُمَرَ: امْرَأَةِ مُعَاوِيَةَ ثُمَّ

قَالا: عَنْ مُعَاوِيَةَ: أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: سَيَكُونُ قَوْمٌ يَنَالُهُمُ الإِخْصَاءُ، فَاسْتَوْصُوا بِهِمْ خَيْرًا

(تاریخ دمشق لابن عساکر)

تفصیلی حضرات یہ بتانے کی زحمت گوارا کریں گے کہ کیا نصرانی سے روایت لی جاسکتی ہے؟ علمائے محدثین کا آپ کی روایات لینا اور انہیں قبول رکھنا بھی آپ کے ایمان پر دلالت کرتا ہے۔

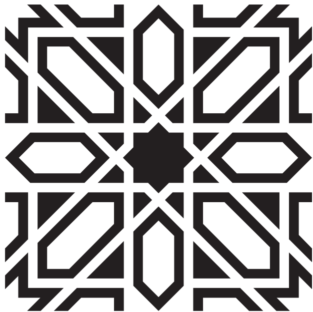
۵) تفسیر البحر المحیط وغیرہ کتب میں بھی ایک روایت آپ کے متعلق مذکور ہے جس سے میسون بنت بحدل کے مسلمان ہونے کی تائید ملتی ہے۔

وعن ميسون بنت بحدل الكلابية: إن معاوية دخل عليها ومعه خصي فتقنعت منه، فقال: هو خصي فقالت: يامعاوية أتر المثلة تحلل ما حرم الله۔

یہ روایت اگرچہ مسلمان ہونے کی دلیل نہیں لیکن مسلمان ہونے کی تائید ضرور کرتی ہے اس طرح کہ خدا خوفی کی وجہ سے حلال وحرام کا امتیاز رکھنا اور پردہ کا اتنا اہتمام کرنا شریعت اسلامیہ ہی کا خاصہ ہے۔ پنجتن پاک کی نسبت سے سرِ دست یہ پانچ حوالے آپ کے ذوق کی نظر کیے۔ امید واثق ہے کہ منصف مزاج کے لیے یہ کافی ہوں گے۔

واللہ اعلم بالصواب

......☆......☆......☆......



رزق حلال اور تطہیر باطن

مولانا غلام مصطفیٰ رضوی

اسلام زندگی کے جمیع احوال کا احاطہ کرتا ہے۔اس میں ایک اہم شعبہ ذرائع و وسائلِ حیات یعنی رزق کا ہے؛ جس کے لیے قرآن مقدس کی تعلیم یہ ہے کہ:

لَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ

(سورۃ النسآء:۲۹)

''آپس میں ایک دوسرے کے مالِ ناحق نہ کھاؤ۔''(کنزالایمان)

یعنی رزقِ حلال کھاؤ۔غیر شرعی طریقے سے مال کا حصول ممنوع فرمایا گیا۔

اسلام نے ظاہری حیات کو سنوارا ہی، اس سے زیادہ باطن کی تطہیر و پاکیزگی کی تعلیم دی ہے۔یہی وجہ ہے کہ ہمارے یہاں باطنی صفائی ستھرائی کے لیے ایک پورا نظام قائم ہے۔جسے اس دور میں ہم اولیاے کرام کی تعلیمات یا تصوف سے یاد کرتے ہیں۔جن کی تعلیم ہی تزکیہ وتطہیر ہے۔آپ دیکھیں کہ باطن کو نکھارنے والے ایسے نکھرے کہ ان کی بارگاہوں میں سکون ہے، ان کی یادوں میں سکون ہے، ان کے تذکروں اور ان کے احوال میں سکون ہے۔ ٹوٹے دل ان کی بارگاہ میں آتے ہیں۔اللہ تعالیٰ اپنے محبوبوں کے توسل سے مشکلات دور فرماتا ہے اور آسودگی عطا کرتا ہے۔

باطن سنور گیا تو اس کا اثر ظاہر پر بھی ہوگا۔ اسی لیے جب تزکیہ وتطہیر کا مرحلۂ شوق طے ہوتا ہے تو بندہ رزق حلال کے سوا اور کوئی ذریعہ قبول نہیں کرتا۔حلال کے برکات وثمرات بڑے دیرپا ہوتے ہیں۔یا کم از کم یہ پہلو تو ضرور اجاگر ہوتا ہے کہ حلال کی برکت سے برائیوں کی نحوست سے بندہ بہت حد تک محفوظ ہوجاتا

ہے۔ اور اس کی زندگی لحہ لحہ تقویٰ کی طرف بڑھتی ہے، وجہِ بلندی بلاشبہ تقویٰ ہی ہے جس کی طرف اولیاے کرام نے رہبری کی ہے۔

توکل بھی اسی کا ایک ضابطہ ہے۔ بندۂ مومن حلال کی راہ میں یقیں کی دولت سے بھی آراستہ ہوتا ہے۔توکل یعنی اللہ کی ذات پر یقین کامل کہ ہمارا تمام بھروسہ اسباب کی بجائے خالقِ اسباب پر ہے۔اس کی تدبیریں لاریب! ہمارے لیے افادہ کا سبب ہیں۔قرآن کی یہ آیت توکل کے ساتھ ہی جائز معاشی اسباب کی طرف رہبری کرتی ہے:

وَاَنۡ لَّیۡسَ لِلۡاِنۡسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی

(سورۃ النجم:۳۹)

''اور یہ کہ آدمی نہ پائے گا مگر اپنی کوشش۔'' (کنزالایمان)

اسی طرح رزق حلال کی تعلیم دیتے ہوئے یہ بھی کہا گیا کہ:

وَابۡتَغُوۡا مِنۡ فَضۡلِ اللّٰہِ (سورۃ الجمعۃ:۱۰)

''اوراللہ کا فضل تلاش کرو۔'' (کنزالایمان)

حدیث پاک کا مفہوم ہے کہ:''(ما تھے کے پسینے سے) کمائی کرنے والا اللہ کا محبوب ہے۔''

ناجائز ذرائع سے مال و دولت کا حصول اسلام نے ناجائز وممنوع قرار دیا ہے۔ بلکہ ان کے لیے وعیدیں آئی ہیں۔انھیں عذاب کی خبر دی گئی ہے۔حلال اپنانے اور حرام سے بچنے کی تلقین کی گئی۔نیکی و برائی کی جدا جدا راہیں صاف سمجھا دی گئی ہیں۔قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے:

وَاَحَلَّ اللّٰہُ الۡبَیۡعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا

(سورۃ البقرۃ:۲۷۵)

''اور اللہ نے حلال کیا بیع اور حرام کیا سود۔'' (کنزالایمان)

سود کے حرام ہونے سے متعلق کثیر حوالے موجود ہیں؛ تاہم آیت مبارکہ میں بیع کا حلال کیا جانا ہمیں تجارت و بزنس کے جائز ذرائع کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔ ہمارا تجارتی نظام ماضی میں اِس قدر مستحکم تھا کہ مسلم تجار نے اپنے ایماندارانہ بزنس سے اسلام کی کامیاب تبلیغ کی اور کفر زدہ دلوں کو اسلام کے نور سے معمور کر دیا۔تاریخ میں ہم دیکھتے ہیں کہ تجارت کرنے والے بڑے کامیاب رہے ہیں۔ہم اپنے ذرائع تجارت اگر

پختہ کیسے ہوتے تو؛ آج لاکھوں ذرائع آمدن پر ہمارا تسلط ہوتا لیکن افسوس کہ غیر اسلامی طرزِ تجارت کے فروغ کے لیے مغربی قوتیں، یہود و نصاریٰ مسلسل سرگرم عمل رہیں اور ہم غافل۔ بلکہ ایک پورا عالمی اقتصادی نظام اسلام مخالف قوتوں نے کھڑا کر رکھا ہے، جس میں سود وحرام کی آمیزش کی گئی ہے تا کہ مسلمان اس راہ پر آ کر اپنے ایمان کی تازگی کھودے، اور برے رزق میں مبتلا ہوجائے، اللہ تعالیٰ فضل فرمائے۔

اسلامی قانون وضابطہ کی پاس داری کا یہ بھی تقاضا ہے کہ بے جا خرچنے سے بچا جائے۔ فضول برباد کرنا بھی معیوب ٹھہرا۔ لائق مذمت فعل ہے فضول خرچی۔ قرآن میں رب تعالیٰ فرماتا ہے:

☆ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ (سورۃ الاعراف:۳۱)

’’کھاؤ اور پیو اور حد سے نہ بڑھو بے شک حد سے بڑھنے والے اسے پسند نہیں۔‘‘

(کنزالایمان)

☆ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِيْرًا ۝ اِنَّ الْمُبَذِّرِيْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ (سورۃ بنی اسرائیل:۲۶،۲۷)

’’اور فضول نہ اڑا بے شک اڑانے والے شیطانوں کے بھائی ہیں۔‘‘ (کنزالایمان)

☆ وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا

(سورۃ الفرقان:۶۷)

’’اور وہ کہ جب خرچ کرتے ہیں نہ حد سے بڑھیں اور نہ تنگی کریں اور ان دونوں کے بیچ اعتدال پر رہیں۔‘‘ (کنزالایمان)

بندۂ مومن کے لیے ضروری ہے کہ قوانین الٰہی کی متابعت و پیروی کرے تا کہ اس کی زندگی اسلامی زندگی بنے۔ اور اس کا ضابطہ ہر شعبے میں موجود ہے، جیسا کہ رزقِ حلال اور اس کے لیے احکامات پر مذکورہ سطور میں دلائل ذکر کیے گئے۔ بہر کیف! ہمیں چاہیے کہ رزق حلال کے لیے تگ و دو اور جستجو کریں اور اللہ کے شکر گزار بندے بنیں۔ مصائب و آلام میں صبر سے کام لیں تا کہ آخرت کی زندگی تابندہ رہے۔ اسلام کی ایک عظیم تعلیم آخرت کی زندگی کی تعمیر ہے جس کے لیے حلال رزق ناگزیر ہے۔

......☆......☆......☆......

آپ کے مسائل اور اُن کا حل

مرتب: محمد منیر رضا قادری

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرح متین اس مسئلے کے بارے میں کہ اگر کوئی نماز پڑھتا ہو اور پہلی رکعت میں چھوٹی سورت پڑھی اور دوسری میں بڑی پڑھی ہے نماز کا کیا حکم ہے اور ترتیب کے خلاف پڑھی تو بھی کیا حکم ہو گا جواب عنایت فرمائیں حوالے کے ساتھ مہربانی ہوگئی۔

سائل محمد ذاکر حسین بنگال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

الجواب اللھم ہدایۃ الحق والصواب مسئلہ : دونوں رکعتوں میں قرآن کی تلاوت برابر ہونا چاہیے پھر دوسری رکعت میں پہلی کے بہ نسبت کچھ کم ہو اور دوسری رکعت میں اتنی لمبی قرأت کرنی کہ دونوں میں نمایاں فرق محسوس ہونے لگے ایسا کرنا مکروہ ہے (مکروہ سے مراد مکروہ تنزیہی) مگر اس سے سجدہ سہو واجب نہیں۔

(درمختار شامی بہار شریعت جلد ۳ صفحہ ۱۰۲)

......☆......☆......☆......☆......

موبائل فون انٹرنیٹ پہ نکاح کرنا کیسا ہے

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع اس مسئلہ کے تعلق سے کہ فون پر نکاح کرنا کیسا ہے بحوالہ جواب عنایت فرمائیں کرم ہوگا۔

سائل محمد رضا قادری

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب بعون الملک الوهاب اللھم ہدایۃ الحق والصواب صورت مسئولہ میں عرض ہے کہ موبائل کال سے نکاح کی اجازت نہیں دی جاسکتی کیونکہ نکاح کے لئے بنیادی شرط ''حضور شاہدین'' یعنی دو گواہوں کا موجود ہونا ان میں سے ہر ایک کا ایجاب وقبول کے ان الفاظ کو سننا جیسا کہ ''ہدایہ اولین صفحہ ۲۸۲ مجلس برکات مبارک پور'' میں ہے کہ ''**لاینعقد نکاح المسلمین الا بحضور شاهدین حرین عاقلین مسلمین** ترجمہ نکاح منعقد نہ ہوگا، مگر دو عاقل و بالغ مسلم آزاد مرد کی موجودگی میں'' اسی طرح صحت نکاح کے لئے دوسری بنیادی شرط ''اتحاد مجلس ہے اس کے بغیر نکاح درست نہیں ہوگا۔

بدائع الصنائع جلد دوم صفحہ ۲۹ برکات رضا پور بندر میں ہے کہ **وهو ان یکون الایجاب والقبول فی مجلس واحد** اور تاتار خانیہ جلد ۲ صفحہ ٤٩١ میں ہے کہ **لوارسل الیها رسولا و کتب الیها بذالك (النکاح) کتابا فقلت بحضره من حیث المعنی** ترجمہ اگر کسی نے خط لکھا اور لڑکی کے پاس قاصد نکاح کا پیغام (تحریری شکل میں) لے کر پہونچا اور اس لڑکی نے خط پاتے ہی دو گواہوں کی موجودگی میں قبول کر لیا اس شرط کے ساتھ کہ دونوں گواہ قاصد کے کلام اور خط کی قرأت (مضمون) سن لیں تو اس صورت میں نکاح ہو جائے گا کیونکہ معنوی اعتبار سے اتحاد مجلس پایا گیا۔

مذکورہ بالا دونوں عبارت سے معلوم ہوا کہ نکاح کی صحت کے لئے حضور شاہدین اور اتحاد مجلس شرط اور ضروری ہے خط و کتابت اور میسیج کے ذریعے نکاح منعقد ہوجاتا ہے اور موبائل کا پیغام رسانی میں خط و کتابت اور میسیج سے بڑھ کر ہے تو موبائل فون سے بھی نکاح ہونا چاہئے تھا۔

لیکن آج کل موبائل پر گفتگو اور کلام کا جو عام طریقہ ہے اس طریقہ سے بذریعہ موبائل نکاح درست نہ ہوگا/ کیونکہ بذریعہ موبائل کال

نکاح میں اتحاد مجلس اور حضور شاہدین کی شرط نہیں پائی جاتی اس لئے موبائل کال سے نکاح کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔

عصر حاضر کے مایہ ناز فقیہ و محقق حضرت علامہ مولانا غلام رسول سعیدی صاحب قبلہ نے فون پر نکاح کرنا ناجائز لکھا ہے، دیکھو شرح مسلم اردو ۳ / ۸۲۹ المجمع الاسلامی مبارک پور/ موبائل فون ضروری مسائل واللہ تعالی اعلم

......☆......☆......☆......☆......

موبائل فون میں بغیر وضو قرآن پڑھنا کیسا ہے

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ علمائے دین ومفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ موبائل میں قرآن شریف ہے تو بے وضو چھو سکتے ہیں کے نہیں؟

وعلیکم السلام و رحمۃ اللہ وبرکاتہٗ الجواب بعون الملک الوہاب موبائل سی ڈی کمپیوٹر لیپ ٹاپ ٹیبلیٹ وغیرہ میں قرآن پاک کچھ خاص قسم نشانات وسوراخ کی شکل میں محفوظ ہوتا ہے وہی ان آلات سے سنایا جاتا ہے یا اسکرین پر نظر آتا ہے تو وہ حقیقتاً قرآن ہی ہے سرکار اعلی حضرت مجدد فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ اپنے رسالہ الکشف شافیا میں فرماتے ہیں ہمارے ائمہ سلف رضی اللہ عنہم اجمعین کے عقیدہ صادقہ میں یہ چاروں نحو (وجود فی الایان وجود فی الا ذھان وجود فی العبارہ وجود فی الکتابہ) قرآن عظیم کے حقیقی مواطن وجود و تحقیقی مجالی شھود ہیں جس طرح کاغذ کی رقوم میں وہی قرآن کریم مرقوم ہے اسی طرح فون موبائل میں جب کسی قاری کی قرأت بھری گئ اور اشکال حرفیہ کہ ہوائے دہن پہر پہر ہوائے مجاور میں بنی تھیں اس آلہ میں مرتسم ہوئیں اس میں بھی وہی کلام عظیم مرسوم ہے اور جس طرح قاری سے ادا ہوا قرآن ہی تھا یوں اب جو اس آلہ سے ادا ہوگا قرآن ہی ہوگا البتہ آلات کے جس حصہ پر قرآن مجید محفوظ ہوتا ہے اس ہر پلاسٹک کا غلاف لگا ہوتا ہے اس لئے اسے بلا وضو چھونا

جائز ہے۔

ردالمختار جلد اول کتاب الطھارہ ص ۴۲۳ میں ہے لایجوز للجنب والمحدث مس المصحف الابغلافه المنفصل محدث اور جنبی کے لئے قرآن چھونا جائز نہیں ہے مگر ایسے جزدان سے جو علیحدہ ہو غلاف کے تعلق سے مزید بحث عنایہ شرح ھدایہ باب الحیض والاستحاضہ میں بھی دیکھ سکتے ہیں حاصل کلام یہ ہے کہ اس پر پلاسٹک کا غلاف لگا ہوتا ہے اور اس غلاف کے ساتھ ہی ان کا استعمال ہوتا ہے لہذا ان آلات کو بلا وضو چھونا جائز ہے کہ یہ حقیقت میں قرآن کا چھونا نہیں ہے۔

نوٹ: یہ اصل حکم ہے لیکن تقاضائے ادب بلکہ رعایت خلاف کے پیشِ نظر مندوب یہ ہے کہ اسے بھی بے وضو نہ چھوئے واللہ اعلم بالصواب

......☆......☆......☆......☆......

کافرین کے فوت شدہ بچوں کا حکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع اس مسئلہ ذیل میں کہ جو بچے بچپن میں انتقال ہو جاتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ وہ بچہ میدان محشر میں اپنے والدین کے لیے ڈھال بنکر کھڑے ہوں گے۔ اور اللہ رب العزت کی بارگاہ میں عرض کریں گے کے اے اللہ میرے والدین کو میرے ساتھ جنت جانے دے۔ تو حکم خداوندی کے مطابق انھیں جنت میں جانے کا پروانہ مل جائیگا۔ تو جو لوگ ایمان نہیں لائے ہیں اور ان کے بچے بچپن میں فوت ہو جائیں تو انکا کیا حکم ہے اور وہ شخص جو بچپن ہی سے مجنون ہے جسکو کسی چیز کی عقل وشعور نہیں اور وہ بڑے ہو کر انتقال کر جائیں تو انکا کیا حکم ہے۔ قرآن و حدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرما کر شکریہ کا موقع دیں۔

سائل عبدالمجید رضوی

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الجواب صورت مستفسرہ میں آپ نے مؤمنین کے انتقال شدہ بچوں کیلئے جو حدیث شریف ذکر فرمائی ہے بالکل ٹھیک ہے اب

سوال کافرین ومشرکین کے انتقال شدہ بچوں کے تعلق سے ہے تو اس سلسلے میں ایک حدیث شریف نقل کررہا ہوں۔

عن ابی هریرة قال سئل رسول الله صلى الله عليه وسلم عن ذراری المشرکین قال الله اعلم بما کانو ا عاملین (متفق علیه) مشکوٰة شریف

ترجمہ: روایت ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے وہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کفار کے بچوں کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا کہ رب جانے وہ کیا اعمال کرتے۔

مسلم وبخاری یعنی اگر وہ جوان ہوکر کافر ہوتے تو وہ جہنمی ہیں اور اگر مؤمن ہوتے تو جنتی ہیں خیال رہے کفار کے فوت شدہ بچوں کے متعلق علمائے کرام کے چند اقوال ہیں اسے پیش کیا جارہا ہے (وہ جنتی ہیں کیونکہ فطرت پر پیدا ہوئے ہیں۔ (وہ جہنمی ہیں اپنے ماں باپ کے تابع ہوکر۔ (وہ اعراف میں رہیں گے کیونکہ ان کے پاس شرعی ایمان یا کفر نہیں۔ (ان میں توقف کرو کیونکہ دلائل مختلف ہیں۔ (وہ بڑے ہوکر جیسے ہوتے ان پر وہی حکم جاری ہے یعنی چونکہ کافر ہوتے لہٰذا وہ جہنمی ہیں یا مؤمن ہوتے لہٰذا جنتی ہیں۔

مرقات شرح مشکوٰة میں فرمایا گیا ہے کہ وہ جنتی ہیں بعض نے یہ بھی فرمایا ہے کہ یہ جنتی تو ہیں مگر مؤمن جنتیوں کے خدام ہیں الحاصل اللہ ورسول زیادہ جاننے والے ہیں اور وہ مجنون جنکو کسی چیز کا ہوش ہی نہیں ہے اسے ایمان وکفر کی کسی بات کا پتہ ہی نہیں وہ مرفوع القلم ہے غالب گمان ہے کہ وہ جنتی ہے اسلئے کہ رب کا فرمان ہے، بغیر قصور ہم کسی کو عذاب نہیں دیتے۔ مشکوٰة شریف باب الایمان بالقدر الفصل الاول مراة المناجیح ص106 واللہ اعلم بالصواب

......☆......☆......☆......☆......☆......

زانی کی سزا

زنا کے چھ نقصانات

حضور نبی کریم رؤف رحیم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''زنا سے بچو کیونکہ اس میں چھ نقصانات ہیں، تین دنیا میں اور تین آخرت ہیں۔

دنیا کے تین نقصانات: (۱) زنا، زانی کے چہرے کی خوبصورتی ختم کر دیتا (۲) اسے محتاج وفقیر بنا دیتا اور (۳) اس کی عمر گھٹا دیتا ہے۔

آخرت کے تین نقصانات: (۱) زنا اللہ تعالیٰ کی ناراضی (۲) سخت حساب اور (۴) جہنم میں مدتوں رہنے کا سبب ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

لَبِئۡسَ مَا قَدَّمَتۡ لَهُمۡ أَنفُسُهُمۡ أَن سَخِطَ اللّٰهُ عَلَيۡهِمۡ وَفِي الۡعَذَابِ هُمۡ خَالِدُونَ○(پ۶،المائدہ:۸۰)

کیا ہی بری چیز اپنے لیے خود آگے بھیجی یہ کہ اللہ کا ان پر غضب ہوا اور وہ عذاب میں ہمیشہ رہیں گے۔

آگ کی زنجیریں اور سلاخیں

حضور نبی پاک، صاحب لولاک، سیاح افلاک ﷺ کا فرمان عبرت نشان ہے: زانی قیامت کے دن اس حال میں آئیں گے کہ ان کے چہرے آگ کی طرح بھڑک رہے ہوں گے۔ وہ اپنی بدبودار شرمگاہوں کی وجہ سے مخلوق میں پہچانے جائیں گے۔ ان کی شرمگاہیں بدبودار ہوں گی۔ ان کو منہ کے بل جہنم کی طرف گھسیٹا جائے گا۔ جب وہ جہنم میں داخل ہوں گے تو حضرت مالک علیہ السلام ان کو آگ کی ایسی قمیص پہنائیں گے کہ اگر اس کو اونچے اور

مضبوط پہاڑ کی چوٹی پر لمحہ بھر کے لیے رکھ دیا جائے تو وہ جل کر راکھ ہو جائے۔ پھر حضرت مالک علیہ السلام فرمائیں گے: ''اے عذاب کے فرشتو! ان زانیوں کی آنکھوں کو آگ کی سلائیوں سے داغ دو کیونکہ یہ حرام دیکھتے تھے۔ ان کے ہاتھوں کو آگ کی زنجیروں سے جکڑ دو کیونکہ یہ حرام کی طرف ہاتھ بڑھاتے تھے۔ ان کے پاؤں کو آگ کی بیڑیوں سے باندھ دو کیونکہ یہ حرام کی طرف چلتے تھے۔''

عذاب کے فرشتے کہیں گے: ''ہاں! ہاں! ضرور۔'' تو وہ ان کے ہاتھوں اور پاؤں کو زنجیروں میں جکڑ دیں گے اور ان کی آنکھیں آگ کی سلائیوں سے داغ دیں گے تو وہ چیخ و پکار کرتے ہوئے فریاد کریں گے: ''اے عذاب کے فرشتو! ہم پر رحم کرو، ایک لمحہ کے لیے تو ہم سے عذاب کم کر دو۔'' فرشتے کہیں گے: ''ہم تم پر کیسے رحم کریں جبکہ رب العالمین قہار و جبار جل جلالہ تم پر غضب فرماتا ہے۔''

تانبے کا لباس

حضور نبی مکرم، نورِ مجسم، شاہِ بنی آدم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''جس نے اپنی آنکھوں کو حرام سے پر کیا اللہ عزوجل اُس کی آنکھوں کو جہنم کے انگاروں سے بھر دے گا اور جس نے کسی عورت سے زنا کیا اللہ تبارک و تعالیٰ اس کو قبر سے پیاسا، روتا، غمگین، سیاہ چہرہ اور تاریکی کی حالت میں اٹھائے گا۔ اس کی گردن میں آگ کا طوق اور جسم پر پھٹے ہوئے تانبے کا لباس ہوگا۔ اللہ عزوجل نہ تو اس سے کلام فرمائے گا اور نہ ہی اسے پاک کرے گا اور اس کے لیے دردناک عذاب ہے۔''

شادی شدہ سے زنا کرنے کا عذاب

نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سرور، دو جہاں کے تاجور، سلطانِ بحر و بر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جس نے کسی شادی شدہ عورت سے زنا کیا تو قبر میں اس اُمت کا نصف عذاب اس مرد اور (رضا مند ہونے کی صورت میں) عورت کو ہوگا اور جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ

عزوجل اس زانی کی نیکیاں اُس عورت کے شوہر کو دے دے گا اور اس کے شوہر کے گناہ اس زانی کے ذمے ڈال دے گا اور پھر اسے جہنم میں پھینک دیا جائے گا اور یہ اس وقت ہوگا جب شوہر کو زنا کا علم نہ ہو اور اگر اس کے شوہر کو خبر ہوئی کہ کسی نے اس کی بیوی سے زنا کیا اور وہ خاموش رہا تو اللہ عزوجل اس پر جنت کو حرام فرما دے گا اس لیے کہ اللہ عزوجل نے جنت کے دروازے پر لکھ دیا ہے تو ''دیوث'' پر حرام ہے۔ (دیوث وہ) جسے اپنے اہل خانہ کی ناپسندیدہ بات (یعنی گناہ) کا علم ہو اور وہ خاموش رہے ایسا شخص کبھی بھی جنت میں داخل نہ ہوگا اور بے شک ساتوں آسمان زانی اور دیوث پر لعنت بھیجتے ہیں۔''

شرمگاہوں پر آگ

بعض آسمانی صحیفوں میں ہے: زانی قیامت کے دن اس حال میں اُٹھائے جائیں گے کہ ان کی شرمگاہوں پر آگ دہکتی ہوگی۔ ان کے ہاتھ ان کی گردنوں کے ساتھ بندھے ہوں گے۔ عذاب کے فرشتے ان کو گھسیٹتے ہوئے صدا لگائیں گے:

اے لوگو! یہ زانی ہیں جن کے ہاتھ گردنوں کے ساتھ بندھے ہوئے ہیں اور جو اپنی شرمگاہوں میں آگ لیے ہوئے آئے ہیں۔ پھر ان کی شرمگاہوں کو وسیع کر دیا جائے گا جس سے ان کی شرمگاہوں سے نہایت ہی سخت بدبودار آگ کی بھاپ نکلے گی۔ عذاب کے فرشتے کہیں گے: ''یہ ان زانیوں کی شرمگاہوں کی بدبو ہے جنہوں نے زنا کرنے کے بعد توبہ نہیں کی تھی۔ تم سب ان پر لعنت کرو جیسا کہ اللہ عزوجل نے ان پر لعنت فرمائی ہے۔'' اس وقت ہر نیک و بد اُن پر لعنت کرتے ہوئے کہے گا: ''یا اللہ عزوجل! تو ان زانیوں پر لعنت فرما۔''

سید المبلغین، رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''شب معراج میں نے کچھ مردوں اور عورتوں کو دیکھا کہ سانپوں اور بچھوؤں کے ساتھ قید ہیں اور وہ ان کو ڈس رہے ہیں۔ ہر کسی کی شرمگاہ کو سانپوں اور بچھوؤں کے

درمیان گھسیٹا جارہا ہے۔ بچھو اپنے ڈنکوں سے انہیں اذیت دے رہے ہیں اور ہر ڈنگ میں زہر کی ایک تھیلی ہے وہ جسے بھی کاٹتے اس کے جسم میں زہریلی تھیلی اُنڈیل دیتے اور ان کی شرمگاہوں سے پیپ بہتا ہے جس کی بدبو سے جہنمی چیختے چلاتے ہیں اور وہ اپنے بالوں سے لٹکائے گئے ہیں۔ میں نے جبرائیل علیہ السلام سے دریافت فرمایا: ''اے جبرائیل! یہ کون ہیں؟'' جبرائیل علیہ السلام نے عرض کی: ''یہ زانی مرد اور زانی عورتیں ہیں۔''

ہم دوزخیوں کے عمل اور اللہ عزوجل کے غضب سے اس کی پناہ مانگتے ہیں۔

غیر عورت سے ہاتھ ملانے کی سزا

شہنشاہِ خوش خصال، پیکرِ حسن و جمال صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: جس نے کسی اجنبیہ عورت سے مصافحہ کیا (یعنی ہاتھ ملایا) وہ بروزِ قیامت اس حال میں آئے گا کہ اس کا ہاتھ آگ کی زنجیر سے گردن کے ساتھ بندھا ہوگا اور اگر اُس مرد نے اجنبیہ سے زنا کیا ہوگا تو اس کی ران اللہ عزوجل کی بارگاہ میں عرض کرے گی: ''میں نے فلاں مہینے میں فلاں جگہ پر فلاں کے ساتھ ایسا ایسا (یعنی زنا) کیا تھا۔'' اس وقت اس کے چہرے کا گوشت جھڑ جائے گا تو اس کا چہرہ بغیر گوشت کے ہڈی کا رہ جائے گا۔ اللہ عزوجل اس گوشت سے فرمائے گا: ''میرے حکم سے پہلی حالت پر لوٹ آ۔'' تو وہ گوشت دوبارہ اس کے چہرے پر جم جائے گا اور زانی کا چہرہ تارکول سے بھی زیادہ سیاہ ہو جائے گا۔ زانی جراءت کرتے ہوئے کہے گا: ''یارب عزوجل! میں نے تو کبھی گناہ نہیں کیا۔'' اللہ تبارک وتعالیٰ زبان کو حکم دے گا: ''گونگی ہو جا۔'' پس وہ گونگی ہو جائے گی تو اس وقت اعضاء بدن بولنا شروع کریں گے۔ ہاتھ کہے گا: ''الٰہی عزوجل! میں نے حرام کو چھوا تھا۔'' آنکھ کہے گی: ''میں نے حرام کی طرف دیکھا تھا۔'' پاؤں کہیں گے: ''ہم حرام کی طرف چلے تھے۔'' شرمگاہ کہے گی: ''میں نے حرام فعل کیا تھا۔'' محافظ فرشتہ کہے گا: ''میں نے سنا تھا۔'' دوسرا فرشتے کہے گا: ''میں نے لکھا تھا۔'' اور زمین کہے

گی: ''میں نے دیکھا تھا'' تو اللہ تبارک وتعالیٰ فرمائے گا: ''مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم! مجھے تیری حرام کاری کا علم تھا اس کے باوجود میں نے تیری پردہ پوشی فرمائی۔ اے میرے فرشتو! اس کو پکڑ کر میرے عذاب میں ڈال دو اور اسے میری ناراضی کا مزہ چکھاؤ۔ جس نے بے حیائی کی اس پر میرا غضب انتہائی سخت ہوگا۔''

اے لغزشوں اور عیوب میں مبتلا شخص! غفلت سے بیدار ہو جا۔ موت کے بعد کون تیری طرف سے معافی مانگے گا اور توبہ کرے گا؟

سرکارِ والا تبار، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیع روز شمار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ خوشبودار ہے: اللہ عزوجل اپنے بندے کو اس حال میں دیکھنا پسند فرماتا ہے کہ اس کا بندہ اس کی بارگاہ میں عاجزی و انکساری کرتے ہوئے دعا میں مشغول ہو۔ اگر وہ اس سے مانگے تو وہ اسے عطا فرماتا ہے اور دُعا کرے تو قبول فرماتا ہے۔

آگاہ ہو جاؤ! اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے: ''میں توبہ کرنے والوں کا دوست، مخلوق کے دھتکارے ہوؤں کا سہارا اور فریاد کرنے والوں کا فریاد رس ہوں۔ ہے کوئی جس نے مجھ سے سوال کیا ہو اور میں نے اسے محروم رکھا ہو۔ ہے کوئی جس نے توبہ کی ہو اور میں نے قبول نہ کی ہو اور ہے کوئی ایسا جس نے مجھ سے مانگا ہو اور میں نے اسے عطا نہ کیا ہو۔ میں کریم ہوں اور کرم میری طرف سے ہے۔ میں جواد ہوں اور جود وعطا میری ہی طرف سے ہے۔ میں اس کو بھی عطا کرتا ہوں جو مجھ سے مانگتا ہے اور اسے بھی جو نہیں مانگتا۔ میری رحمت کے دروازے سے گنہگاروں کو دھتکارا نہیں جاتا۔''

پھر تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نبوت، مخزنِ جود وسخاوت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت مبارکہ تلاوت فرمائی:

رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنفُسَنَا وَإِن لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ ○

(پ۸، الاعراف: ۲۳)

اے رب ہمارے ہم نے اپنا آپ برا کیا تو اگر تُو ہمیں نہ بخشے اور ہم پر رحم نہ کرے تو ہم ضرور نقصان والوں میں ہوئے۔

پردہ اور دیہاتی عورت

بنتِ فاروق رضوی

ایک گاؤں میں ایک باپردہ خاتون رہتی تھیں جن کی ڈیمانڈ تھی کہ شادی اس سے کریں گی جو انہیں باپردہ رکھے گا ایک نوجوان اس شرط پر نکاح کے لیے رضامند ہوجاتا ہے دونوں کی شادی ہوجاتی ہے۔ وقت گذرتا رہتا ہے یہاں تک کہ ایک بیٹا ہوجاتا ہے۔

ایک دن شوہر کہتا ہے کہ میں سارا دن کھیتوں میں کام کرتا ہوں۔ کھانے کے لیے مجھے گھر آنا پڑتا ہے جس سے وقت کا ضیاع ہوتا ہے تم مجھے کھانا کھیتوں میں پہنچادیا کرو بیوی راضی ہوجاتی ہے۔

وقت گذرتے گذرتے ایک اور بیٹا ہوجاتا ہے۔

جس پر شوہر کہتا ہے کہ اب گذارا مشکل ہے تمہیں میرے ساتھ کھیتوں میں ہاتھ بٹانا پڑے گا یوں وہ باپردگی سے نیم پردے تک پہنچ جاتی ہے اور تیسرے بیٹے کی پیدائش پر اس کا شوہر مکمل بے پردگی تک لے آتا ہے۔

وقت گذرتا رہتا ہے یہاں تک اولاد جوان ہوجاتی ہے۔ ایک دن یونہی بیٹھے بیٹھے شوہر ہنسنے لگتا ہے۔ بیوی سبب پوچھتی ہے تو کہتا ہے کہ بڑا تو پردہ پردہ کرتی تھی آخر کار تیرا پردہ ختم ہوگیا۔ کیا فرق پڑا پردے اور بے پردگی کا زندگی تو اب بھی ویسے ہی گذر رہی ہے۔

وہ بولتی ہے کہ تم ساتھ والے کمرے میں چھپ جاؤ میں تمہیں پردے اور بے پردگی کا فرق سمجھاتی ہوں شوہر کمرے میں چھپ جاتا ہے عورت اپنے بال بکھیرے رونا پیٹنا شروع کردیتی ہے۔

پہلے بڑا بیٹا آتا ہے، رونے کا سبب پوچھتا ہے کہتی ہے تیرے باپ نے مارا ہے۔ بڑا بیٹا ماں کو سمجھاتا ہے کہ اگر مارا ہے تو کوئی بات نہیں وہ

آپ سے محبت بھی تو کرتے ہیں آپ کا خیال رکھتے ہیں۔وہ سمجھا بجھا کر چلا جاتا ہے۔

عورت پھر سے رونے کی ایکٹنگ کرتی ہے اور منجھلے بیٹے کو بلا کر بتاتی ہے کہ تیرے باپ نے مجھے مارا منجھلا بیٹا کو غصہ آتا ہے وہ باپ کو برا بھلا کہتے ہوئے ماں کو سمجھا بجھا کر چپ کروا کر چلا جاتا ہے۔

آخر کار عورت یہی ڈرامہ چھوٹے بیٹے کے سامنے کرتی ہے، چھوٹا بیٹا تو غصہ سے آگ بگولہ ہو جاتا ہے اور زور زور سے گالیاں بکتے ہوئے ڈنڈا اٹھاتا ہے اور کہتا ہے کہ ابھی باپ کی خبر لیتا ہوں۔

پھر عورت شوہر کو بلا کر بولتی ہے کہ پہلا میرے پردے کے وقت پیدا ہوا تو اس نے تیرا پردہ رکھا۔ دوسرا نیم پردے کے زمانے میں پیدا ہوا تو تیری آدھی لاج رکھ لی جبکہ تیسرا جو مکمل بے پردگی کے زمانے میں ہوا تو وہ مکمل طور پر تیرا عزت کا پردہ اتارنے گیا ہے۔

حاصل کلام

پردہ عورت کا فطری تقاضا ہے جو خالق مرد وزن کی طرف سے قاعدہ بھی ہے۔جس کی بے شمار حکمتیں خالق ہی جانتا ہے اور یہ دنیوی قاعدہ بھی ہے کہ اگر آپ کسی مشین کو چلانے کے لیے کمپنی کی ہدایات چھوڑ کر عقل سے چلانے کی کوشش کریں گے تو مشین کی بربادی یقینی ہے۔

یہی وجہ ہے کہ جو لوگ (مغربی دنیا) یہ تجربہ (عورت کی آزادی) کر چکے ہیں ان سے پوچھو کہ آج وہاں ریپ کا تناسب کیا ہے؟ ان کے معاشرے میں ماں بہن بیوی بیٹی کو کیا مقام حاصل ہے؟ اور پھر وہاں کی اولادیں اپنے والدین کے ساتھ کیا سلوک کرتے ہیں یہ بھی کسی سے پوشیدہ نہیں اور مشرقی معاشرہ میں آج بھی ماں بہن بیوی بیٹی کو کیا مقام حاصل ہے؟

اور ہمارے معاشرے میں عورت کس قدر محفوظ ہے یہ بتانے کی ضرورت نہیں اور جس قدر ماں باپ اپنے بچوں کی تربیت اسلامی اصولوں کے مطابق کرتے ہیں اسی قدر بچوں سے خدمت کا لطف اٹھاتے رہتے ہیں۔

......☆......☆......☆......

دو کتابوں کی حقیقت

عبد مصطفیٰ

دور جسٹر حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے، آپ کے ہاتھوں میں دو کتابیں تھیں۔ آپ نے دریافت فرمایا کہ کیا تم جانتے ہو کہ یہ دو کتابیں کس چیز سے متعلق ہیں؟ ہم نے عرض کیا: نہیں، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ ہی ہمیں بتائیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دائیں ہاتھ والی کتاب کے بارے میں فرمایا کہ یہ کتاب رب العالمین کی طرف سے ہے جس میں اہل جنت کے نام ہیں، ان کے آباؤ اجداد اور قبیلوں کے نام ہیں پھر اس کے آخر میں مہر لگادی گئی ہے۔ ان میں کوئی اضافہ نہیں ہوسکتا اور کمی نہیں ہوسکتی۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے بائیں ہاتھ میں موجود کتاب کے بارے میں اسی طرح کے الفاظ اہل جہنم کے متعلق ارشاد فرمائے۔

(ملخصاً وملتقطاً: الجامع الترمذی، باب ماجاء ان اللہ کتب کتابا لاھل الجنۃ واھل النار، ح ۲۱۴۱)

یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ایک کتاب میں تمام جنتیوں اور دوسری کتاب میں جہنمیوں کے نام، ان کے باپ دادوں کے نام اور ان کے قبیلوں کے نام کیسے موجود ہوسکتے ہیں حالانکہ وہ کتابیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھوں میں تھیں اور صحابہ کرام نے انھیں دیکھا بھی لہٰذا ظاہر ہے کہ کتاب کا حجم مختصر ہوگا یعنی کتاب کی لمبائی، چوڑائی اور موٹائی مختصر ہوگی جب کہ جنتیوں اور جہنمیوں کے ناموں

کی تعداد بہت زیادہ ہے جو ایک مختصر سی کتاب میں عقلاً نہیں آسکتے اور حضور ﷺ کا فرمان بھی غلط نہیں ہوسکتا!

حضرت علامہ سید عبدالعزیز دباغ رحمہ اللہ تعالی (م ۱۱۳۱ھ) اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں کتابت سے مراد تحریری شکل نہیں ہے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب آپ ﷺ نے کتاب کے اوراق کی طرف توجہ فرمائی تو اہل جنت و جہنم کے تمام نام آپ ﷺ کو دکھائی دیے۔ اس کی مزید وضاحت یوں کی جاسکتی ہے کہ جس وقت حضور ﷺ کسی بھی چیز پر نظر مبارک ڈالتے ہیں تو آپ کے سامنے سے تمام حجابات اٹھا لیے جاتے ہیں۔ اللہ تعالی نے آپ ﷺ کو کامل ترین روحانی بصیرت عطا فرمائی ہے اور جب یہ روحانی بصیرت آپ کی ظاہری بصارت کے ساتھ مل جائے تو آپ ﷺ کی ظاہری آنکھوں کے سامنے سے بھی تمام حجابات ہٹ جاتے ہیں اس لیے آپ ﷺ کسی بھی مجوب چیز کو اسی شے میں دیکھ لیتے ہیں جو اس وقت آپ ﷺ کے سامنے موجود ہو۔ بالفرض اگر آپ کے سامنے کوئی دیوار موجود ہو تو آپ دیوار میں (بھی) اس چھپی چیز کا مشاہدہ فرمائیں گے اور اگر اس وقت آپ کا دست اقدس آپ کے سامنے ہوگا تو وہی چیز آپ کو اپنے ہاتھ میں نظر آئے گی اور اگر آپ کے سامنے کوئی کاغذ موجود ہو تو وہ چھپی چیز آپ کو کاغذ میں نظر آئے گی۔

(ملتقطاً: الابریز، سید عبدالعزیز دباغ رحمہ اللہ تعالی، ص ۹۷، ۹۸)

مذکورہ تشریح کو سامنے رکھ کر یہ کہا جاسکتا ہے کہ اگر وہ کتابیں کسی عام انسان کو دے دی جائیں تو وہ اس میں اہل جنت و جہنم کے ناموں کو نہیں دیکھ پائے گا۔ کتاب تو ہے پر دیکھنے والی آنکھ بھی چاہیے۔

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا
جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں درود

قابلِ مطالعہ کتابیں

